Majallah-e-Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 44, Sr. No.132, 2023, pp 07 – 12

مجلہ تحقیق
کلیہ علوم شرقیہ
جلد 44 جولائی- ستمبر 2023 شمارہ 132

لٹریچر ریویو کے جدید رجحانات اور اردو مقالہ نگاری: ایک تنقیدی محاکمہ

عرفان وحید عثمانی *

Abstract:

From the vantage of the doctoral research carried out in 11 Pakistani universities in Urdu language and literature between the years c.2000 and 2021, which can also be accessed from the Pakistan Research Repository, the study sought to examine to what extent the country's doctoral supervisors and Ph.D. candidates have been having able to benefit from advancement in the field of literature review and incorporate the emerging trends in the field? However, the critical examination of the Table of Contents (TOCs) and Introductions made me painfully aware that Pakistani universities have not been able to appreciate the importance of the training Literature Review and its centrality in the university research system. My main contention in the article is that no substantial improvement in the quality of the literature reviews conducted in Pakistani universities in realms of humanities, and social sciences in general and Urdu in particular, could be brought unless we faithfully follow the approaches, methods and practices, in the western academia for carrying out the process and the most significant among these is not only ensuring a rigorous training in the performing Literature Review but also making it as integral part of the different stages of the doctoral research. While unravelling another layer of my article I would like to stress the fact that it only uses apparent gaps in the doctoral research carried out in the discipline of Urdu more as a frame of reference to create space for what I would describe or call the larger purpose that is--- to enhance the understanding of the readers particularly the doctoral students about the whole process of doing the Literature Review: (I) it stages; (II) significance;(III) essentials, and;(IV) traps, etc.

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، جی سی یونیورسٹی لاہور

مضمون کا نظمی ڈھانچہ

مصنف نے زِیر نظر مضمون کو بارہ حصوں میں تقسیم کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

1.1	بنیادی استدلال
1.2	افتتاحیہ
1.3	تمہید
1.4	لٹریچر ریویو کیا ہے اور کیا نہیں ہے؟ماہرین تحقیق کی آراء کی روشنی میں ایک بحث
1.5	لٹریچر ریویو: مقصد و اہمیت
1.6	اردو تحقیق میں لٹریچر ریویو کے مسائل:2000-2021 کے دوران پاکستانی جامعات میں کرائے جانے والے مقالات کی روشنی میں
1.7	معیاری لٹریچر ریویو کیسے کیا جائے: چند بنیادی اور ضروری اقدامات
1.8	لٹریچر ریویو پر مضمون کی تیاری
1.9	کچھ اہم امور جو لٹریچر ریویو کرتے ہوئے ملحوظ خاطر رکھے جانے ضروری ہیں
1.10	چند غلطیاں جن سے احتیاط لازم ہے
1.11	اختتامیہ

1.1 بنیادی استدلال

اس مضمون میں میرا بنیادی استدلال یہ ہے کہ لٹریچر ریویو کی روایات، معیارات اور مروجہ طریقہ ہائے کار کا جائزہ اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ ملکی جامعات میں اس حوالے سے موجودہ صورتحال قطعی طور پر قابل رشک نہیں ہے اور اس میں اس وقت تک بہتری نہیں لائی جاسکتی جب تک اس میدان میں مغربی ممالک میں مروجہ روایات اور معیارات کی پیروی نہ کی جائے، اس سے بڑھ کر پاکستانی جامعات کے علمیاتی کلچر میں بالعموم اور ڈاکٹریٹ کے پروگرامز میں بالخصوص لٹریچر ریویو کو وہ مرکزی مقام نہ دلایا جائے جس کا وہ مستحق ہے۔

1.2 افتتاحیہ

مغربی دنیا میں حالیہ عشروں میں علوم کی تمام مروجہ شاخوں مثال کے طور پر طبعی علوم، قدرتی علوم، سماجی علوم اور لسانیات میں لٹریچر ریویو کے حوالے سے گراں قدر تحقیق ہوئی ہے۔ اگر اس پیش رفت کا موازنہ پاکستان میں بالخصوص لسانیات، علوم شرقیہ اور سماجی علوم میں لٹریچر ریویو کے مروجہ طریقوں سے کیا جائے تو معیارات (standards)، روایات (traditions)، اور اطراز (styles) کے درمیان ایک واضح فرق محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اسی تفاوت نے راقم التحریر کو اس مضمون کو لکھنے کی تحریک دی ہے۔ زیر نظر مضمون کے بھاگ 1.7 میں راقم الحروف نے اردو تحقیق نگاری خاص کر مقالہ نگاری میں لٹریچر ریویو کے حوالے سے اس امر کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے کہ مغربی دنیا میں اس میدان میں ہونے والی پیش رفت کو اردو مقالہ نگاری میں کس حد تک سمویا جا سکا ہے یا نہیں۔ لہذا لٹریچر ریویو کے حوالے سے کچھ معروضات کے لئے اور اس موضوع کا تعلق اردو تحقیق بالخصوص ڈاکٹریٹ (Ph.D.) کی سطح پر مقالہ نگاری سے جوڑنے کے لیے میں نے حالیہ دو عشروں میں ڈاکٹریٹ کے ان مقالہ جات کو موضوع بحث بنایا ہے جو ہائر ایجوکیشن کمیشن کے مرتب کردہ علمی ذخیرے پاکستان ریسرچ ریپازٹری (Pakistan Research Repository) پر سنہ 2000 اور 2022 کے درمیان اپلوڈ کیے گئے۔

1.3 تمہید

تحقیق نگاری علم کی ایک ایسی شاخ ہے جس کا آغاز صحیح معنوں میں تدوین حدیث سے متعلقہ کچھ اہم علوم مثال کے طور پر علم الاسناد اور اس کی ذیلی شاخوں اسماء الرجال، الجرح و تعدیل اور روایت اور درایت کے رواج پزیر ہونے سے ہوا۔[1] جدید تحقیق میں ہرمی نیوٹکس (hermeneutics) اور ڈپلومیٹکس diplomatics) جیسے علوم کے ارتقاء نے اس کو مزید تقویت بخشی[2]۔ اگر بحث کے دائرے کو محدود کرتے ہوئے اس ضمن میں تاریخ میں تحقیق کے ارتقاء کو دیکھا جائے ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ اٹھارویں صدی کے آخری ربع سے 1920 کے درمیان تاریخ ایک پیشہ ورانہ علم کے طور پر ابھرنا شروع ہوئی اور اس دور میں باقاعدہ طور جرمنی، امریکہ اور برطانیہ میں اس مضمون میں ڈاکٹریٹ

کی ڈگری کے اجراء کا سلسلہ شروع ہوا۔[3] آگے بڑھنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اس ضمن میں جرمن مورخ لیو پوڈ رانکے کا ذکر ضرور کیا جائے کیونکہ یہی وہ شخصیت تھی جس نے ایسے طریقہ ہائے کار (methods and practices) کو رواج دیا جنھوں نے بعد میں سماجی علوم میں بالعموم اور علم تاریخ کی professionalization، یعنی علم کی ایک پیشہ ورانہ شاخ کے طور پر اس کے ارتقاء میں بالخصوص نمایاں کردار ادا کیا[4]۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تحقیق کے نئے معیارات رواج پاتے چلے گئے۔ اگر گزشتہ سو سالوں میں علم تاریخ میں میتھاڈولوجی کے ارتقاء کو سمجھنے کی کوشش کی جائی تو 1909-1946 کے درمیان لینگ لوائس اور گیر اگھان کی اہم کتابیں سامنے آئیں اور یہ آج بھی تاریخ کے طالب علموں کو بہت کچھ سیکھنے کا سامان بہم پہنچاتی ہیں[5]۔ 1960 کے عشرے سے لے کر 2007 کے درمیان متعدد اہم مورخین مثال کے طور پر وی ایچ گال بریتھ، گوٹ شالک، رابرٹ سی ولیمز اور مائیکل گلگانو کی تصانیف تاریخ کی میتھاڈولوجی کے حوالے سے ہماری تفہیم میں مزید اضافہ کرتی ہیں[6]۔

علم تاریخ اور تاریخی طریقہ کار کے ارتقاء کے نہایت مختصر جائزے کے بعد میں گفتگو کا رخ علم تحقیق (Research Methodology) کی طرف موڑنا چاہوں گا۔ اگر تحقیق کے وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو 1950 کے عشرے کے اوائل میں گڈ اینڈ ہیٹ کا کام سامنے آیا، وہ اس دور تک ہونے والے ارتقاء کی ایک اچھی مثال پیش کرتا ہے[7]۔ اس کے بعد کے چند عشروں میں تعلیم، سیاسیات، بزنس ایڈمنسٹریشن اور سائیکولوجی جیسے شعبوں میں تحقیقی طریقہ کار پر کئی حوالوں سے گراں قدر اضافے ہوئے جنھوں نے ریسرچ میتھاڈولوجی کے بطور مضمون تحقیقی معیارات کی بہتری میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ جدول نمبر 1 میں اس ضمن میں چند اہم کاموں کی تفصیل دی گئی ہے۔

جدول 1: سماجی علوم میں تحقیقی طریقہ کار کے حوالے سے اہم تحقیقات

سماجی علوم میں اہم تحقیقات	کتب
ایجوکیشن	L.R.Gay , Geoffrey Mills and Peter Airasian, *Educational Research*, Ninth Edition (Columbus, Ohio: Merrill/Pearson, 2009). John W. Best and James V.Kahn, *Research in Education*, Tenth Edition (Boston: Pearson, 2006).
بزنس ایڈمنسٹریشن	Uma Sekaran and Roger Bougie, *Research Methods for Business : A Skill-Building Approach*, Fifth Edition (Wiley , India, 2011).
سیاسیات	Jeffrey L. Bernstein, *Teaching Research Methods in Political Science* (Cheltenham, UK. Northampton, MA, USA: Edward Elgar Publishing, 2021). Janet Buttolph Johnson, H. T. Reynolds, and Jason D. Mycoff, *Political Science Research Methods*, 8th ed. (Washington, D.C.: CQ Press, 2015).
سماجیات	Patrick McNeill, *Research Methods* (London : New York: Routledge, 2006). William Lawrence Neuman, *Social Research Methods: Qualitative and Quantitative Approaches* (Allyn and Bacon, 2000). Norman Blaikie, *Designing Social Research: The Logic of Anticipation*, 2nd ed. (Cambridge England A: Polity, 2009).
نفسیات	Wolfgang Stroebe et al., eds., *The Social Psychology of Intergroup Conflict: Theory, Research and Applications*, Springer Series in Social Psychology (Berlin Heidelberg: Springer-Verlag, 1988). Jeffrey Anastasi and Jessica Lee, *Research Methods in Psychology* (Dubuque, Iowa: Kendall Hunt Publishing Company, 2016).

Glynis M. Breakwell, Jonathan A. Smith, and Daniel B. Wright, *Research Methods in Psychology* (London: SAGE Publications, 2012).	

اگرچہ اس جدول میں دیئے گئے اہم تحقیقی تصانیف کی فہرست بہت زیادہ تفصیلی تو نہیں ہے تاہم اگر ان تصانیف کو جدید سماجی علوم میں ریسرچ کے مجموعی تناظر میں دیکھا جائے تو انہی مصنفین کے نام علم تحقیق پر اہم لٹریچر میں دہرائے جاتے نظر آتے ہیں۔

میں یہاں گفتگو کا دائرہ سمیٹنے سے پہلے اپنے موضوع گفتگو سے سوچا سمجھا انحراف کرتے ہوئے تحقیق سے وابستہ ایک اور میدان یا جہت کی طرف اشارہ کرنا چاہوں گا، وہ ہے حوالہ جات کے انداز یا طریقہ کار میں یکساں معیارات (standardization of referencing styles) مروج کرانے کی کوششیں جو مختلف (referencing styles) کی افزائش (development) کا سبب بنے۔ یہ موضوع اتنا وسیع ہے کہ اس مضمون میں اس کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اب تک کم از کم بارہ کے قریب referencing styles وضع کیے جا چکے ہیں، میں یہاں ان کی تفصیلات میں جائے بغیر ان میں سے صرف دو کا ذکر کرنا چاہوں گا جنہیں مورخین اور ماہرین لسانیات بالعموم استعمال کرتے ہیں ان کو ترابین اور شکاگو مینولز آف سٹائل کہا جاتا ہے۔ اگر اس میدان میں پیش رفت کو سامنے رکھا جائے تو اس امر کی نشاندہی کی جاسکتی ہے کہ سنہ 2017 اور 2018 تک ترابین کے 8 اور شکاگو کے 17 ایڈیشن سامنے آچکے تھے۔[8] لامحالہ طور پر کئی اعتبار سے اس ساری پیش رفت نے مقالہ نگاری کے میدان میں بہتری لانے میں بہت مدد دی ہے۔

تحقیق کے میدان میں اس ہمہ جہت ترقی کا اثر مقالہ جات پر کی جانے والی تحقیق کی نئی جہتوں پر بھی پڑا جس کے نتیجے میں اس میدان میں ایسے نئے علمیاتی دھارے ابھرنا شروع ہو گئے جو کسی مقالے کے بنیادی اجزاء کی specialized studies سے تعلق رکھتے تھے۔ مثلاً (i) بنیادی استدلال (main argument)،[9] (ii) مقالے کا مرکزی بیان (thesis statement)، (iii) موضوع پر موجود علمیاتی لہروں کا محاکمہ (review of literature)،[10] (iv) تحقیقی سوالات (research

questions)[11]، (v) تحقیقی طریقہ کار پر بحث(approach and method)[12]، اور(vi) تقسیم ابواب کے منصوبے کا خاکہ(chapterization plan)۔

اب تک ہم نے مقالہ جات کے میدان میں ہونے والی اس علمی پیش رفت کی نشاندہی کی ہے جو مقالے کے جزوی عناصر (micro elements) کے مطالعے سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں ایسی اسٹڈیز کی نشاندہی بھی کی جاسکتی ہے جنہیں میں(macro-cum-specialized studies) کا نام دوں گا۔ یہ اسٹڈیز مقالے کے موضوع کے چناؤ سے لے کر اس کی منصوبہ بندی، اس کے بنیادی اجزاء پر سیر حاصلبحث، حتیٰ کہ اس کی تکمیل کے بعد اس کی اشاعت کے تمام مراحل کا احاطہ کرتی ہیں[13]۔ ان کی نمایاں خصوصیات یہ ہیں کہیہ جہاں کلی سطح یا(macro level) پر مقالہ نگاری کے بنیادی اجزاء کا احاطہ بھی کرتی ہیں لیکن وہاں وہ تحقیقی طریقہ کار کی دوسری کتب سے انفرادیت بھی رکھتی ہیں، اس لحاظ سے کہ ان کا موضوع بحث صرف تحقیقی مقالے ہوتے ہیں۔[14] یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ یہ موضوعات اتنے پیچیدہ ہیں کہ کسی ایک مضمون میں ان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا، اور نہ ہی راقم الحروف اس مضمون میں ان موضوعات کو زیر بحث لانا چاہتا ہے۔ بلکہ اس کا مقصد تو اس کے ایک اہم جزو لٹریچر ریویو کا اردو تحقیق نگاری میں قدرے تفصیلی محاکمہ کرنا ہے۔

اس مضمون ہم یہ دیکھنے کی کوشش کریں گے کہ اردو تحقیق بالخصوص مقالہ نگاری میں، محققین نے لٹریچر ریویو کے میدان میں اس موضوع پر ابھرنے والی یا تشکیل پزیر علمیاتی لہروں سے کس حد تک واقفیت یا شناسائی رکھی ہے اور کس حد تک اس کا اطلاق اپنی زیر نگرانی مکمل کیے جانے والے مقالات میں کرانے کی کوشش کی ہے۔ اور اس امر کا جائزہ بھی کہ اس حوالے سے کس قسم کی تشنگی پائی جاتی ہے اور اس سے پیش آمدہ مسائل سے کیسے نمٹا جاسکتا ہے۔ یہاں یہ کہنا بر محل ہو گا کہ اس مضمون کے مرکزی استدلال کا مختصر طور پر اعادہ کیا جائے۔ یہاں میرا سروکار اردو تحقیق میں لٹریچر ریویو کے مروجہ طریقہ کار کے عدم استعمال یا غیر اطمینان بخش استعمال سے ہے۔ سیکشن 1.7 اور 1.8 میں راقم الحروف نے مغرب میں اس حوالے سے مروجہ طریقہ کار کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے بعد کے بھاگوں میں اس امر کی نشاندہی کی گئی ہے کہ لٹریچر ریویو کرتے ہوئے کن امور کا التزام رکھا جانا چاہیے اور کن چیزوں سے بچنا

ضروری ہے۔ مجموعی طور پر اس ساری کاوش کا مقصد یہ ہے کہ وہ کون سے امور اور رموز ہیں جن کو سامنے رکھ کر اردو تحقیق میں بالخصوص مقالہ نگاری کے شعبے یا علمی میدان میں لٹریچر ریویو کے حوالے سے خامیوں اور نقائص کو کیسے دور کیا جاسکتا ہے۔

1.4 لٹریچر ریویو کیا ہے اور کیا نہیں ہے؟ ماہرین تحقیق کی آراء کی روشنی میں ایک بحث

لٹریچر ریویو پر اپنے اس مضمون میں راقم التحریر سنجیدہ بحث کا آغاز چند ماہرین تحقیق کی لٹریچر ریویو کی تعریفوں (definitions) کو سامنے لا کر کرے گا جن کا احاطہ جدول نمبر 2 میں کیا گیا ہے۔

جدول 2: لٹریچر ریویو، ماہرین تحقیق کی آراء کی روشنی میں

نمبر شمار	ماہرین تحقیق	ان کی نظر میں لٹریچر ریویو
1	L.R.Gay	The review of literature involves the systematic identification, location, and analysis of documents containing information related to the research problems.[15] لٹریچر ریویو، تحقیقی مسائل کے حوالے سے متعلقہ مواد بالخصوص مسئلہ تحقیق سے متعلق دستاویزات کی منظم انداز میں نشاندہی، ان کی موجودگی سے آگاہی اور ان کے تجزیے سے علاقہ رکھتا ہے۔
2	W.Lawrence Neuman	"A literature review is based on the assumption that knowledge accumulates and that we learn from and build on what othershave done".[16] لٹریچر ریویو کی بنیاد علم کی روزافزوں افزائش کا مفروضہ ہے یعنی علم کا پھیلاؤ ایک جاری وساری عمل ہے اور ناصرف ہم دوسروں سے سیکھتے ہیں بلکہ دوسروں کی تحقیقات اور کارناموں سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی تحقیق کی بنیاد ان پر استوار کرتے ہیں۔
3	Chris Hart	"The selection of available documents (both published and unpublished) on the topic, which contain

information, ideas, data and evidence written from a particular standpoint to fulfil certain aims or express certain views on the nature of the topic and how it is to be investigated, and the effective evaluation of these documents in relation to the research being proposed".[17] یہ اس موضوع سے سروکار رکھنے والے یا اس پر دستیاب ایسے مواد یا دستاویزات کا انتخاب ہے جو (اس) موضوع سے متعلقہ معلومات، نظریات و خیالات فراہم کرتی ہوں اور جنہیں ایک خاص نقطہ نظر سے دیکھا اور سمجھا گیا ہو۔ (اس انتخاب کے حوالے سے اس کاوش کا مقصد) مجوزہ تحقیق سے متعلق ان دستاویزات کا تجزیہ / تحقیق و تفتیش ہے۔		
"How others have looked at the field or not looked at and how you are looking at others".[18] "دیگر سکالرز نے اس میدانِ تحقیق کو کیسے دیکھا ہے اور کیسے نہیں دیکھا اور ہم انہیں (دیگر سکالرز کو) کیسے دیکھ رہے ہیں"۔	Dr. Gyanesh Kudaisya	4
"The review of literature should "explain how one piece of research builds on another".[19] لٹریچر ریویو کی کسی کاوش کو اس امر کا گہرا احساس ہونا چاہیے کہ کس طرح تحقیق کی کسی ایک کاوش کی بنیاد دوسری پر استوار ہوتی ہے اور اسی انداز میں یہ عمل جاری و ساری رہتا ہے۔	J.Shaw	5

سب سے پہلے ہم ایل آر گے (L.R.Gay) کی تعریف (definition) کی وضاحت کرتے ہیں جو تین امور کو اہمیت دے رہے ہیں۔ (ا) دستاویزات کی انواع کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان کی منظم انداز میں نشاندہی؛ (ب) ان تک رسائی کی جگہوں اور مقامات کا تعین اور ان دستاویزات تک رسائی، خواہ وہ محظ لائبریریاں ہوں پبلک، پرائیوٹ یا یونیورسٹیوں کی، اسی طرح تحقیقی جرائد اور مجلات خواہ وہ آن لائن دستیاب ہوں یا ٹھوس شکل (hard copy) میں، اور دیگر آن لائن مواد مثلاً مقالہ جات اور کتابوں کے الیکٹرانک ایڈیشن؛ (ج) ایک مخصوص تناظر میں ان کا تجزیہ یعنی محظ (superficially descriptive) سطحی یا اوپری بیانیہ انداز میں نہیں بلکہ اس امر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یہ دیکھنا کہ

کسی مصنف کا مطمع نظر یا بنیادی استدلال(main argument) کیا ہے۔ باالفاظ دیگر اس امر کا خیال رکھنا کہ کسی ماخذ یا تحریر کی (source position) کیا ہے اور اس کی کے تعین یا نشاندہی پر خصوصی توجہ دینا۔

W. Lawrence Neuman کی نظر میں (ا) لٹریچر ریویو کوئی جامد وساکت عمل نہیں ہے بلکہ اس میں دوسروں کی تحقیق و تفتیش کی روشنی میں اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے؛(ب) کسی مصنف کا استدلال حرف آخر نہیں ہوتا۔ مصنف نیومین نے 'that knowledge accumulate' کا جو لفظ استعمال کیا ہے وہ اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ یہ علم تحقیق و تفتیش کی روشنی میں روزانہ کی بنیاد پر اکھٹا ہوتا رہتا یا پھیلتا رہتا ہے؛(ج) ہم (مصنفین) دوسروں کے کام کو استعمال کرتے ہوئے اور اپنی تحقیق کی بنیاد ان کی تحقیق پر رکھتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

اگر ہم ہارٹ (Hart) کی لٹریچر ریویو کی تعریف کا تجزیہ کریں تو یہ تین امور کا احاطہ کرتی ہے۔ (ا) کسی محقق کی نظر یا سروکار اپنے موضوع تحقیق سے متعلق دستیاب مطبوعہ اور غیر مطبوعہ دونوں طرح کے مواد سے ہوتا ہے۔ مطبوعہ مواد سے مراد کتب یا تصانیف، کتابوں کے ابواب اور تحقیقی مقالہ جات ہیں جبکہ غیر مطبوعہ مواد میں غیر مطبوعہ مقالات اور کانفرنس پیپرز شامل ہیں؛(ب) ہمیں یہ بات ملحوظ خاطر رکھنی چاہیے کہ یہ مواد ہمیں کن اشکال یا صورتوں میں دستیاب ہوتا ہے اور کس چیز کی فراہمی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اگر اشکال یا صورتوں کی بات کی جائے تو یہ معلومات، تصورات اور شواہد یا ثبوت کی صورت میں ملتا ہے۔ اور یہ سبھی ہمیں مصنف کے زاویہ نگاہ کی تفہیم میں مدد دیتے ہیں۔ باالفاظ دیگر لٹریچر ریویو کرتے ہوئے ہمارا مطمع نظر کسی مصنف کے زاویہ نگاہ تک پہنچنا ہوتا ہے۔ یعنی اس امر کی تفہیم کی کوشش کرنا کہ کسی موضوع پر مصنف کی جانب سے کس خاص رائے کا اظہار کیا گیا ہے اور کیوں کیا گیا ہے اور اسے اس نے کن مقاصد کی تکمیل کے لئے لکھا ہے؛(ج) اس کا مقصد اپنے مقالے سے متعلقہ دستاویزات یا مواد کی محض مجموعی تصریح اور وضاحت (explanation or explication) نہیں ہے بلکہ ایک خاص تناظر میں یعنی اپنے ریسرچ پراجیکٹ کی روشنی میں ان دستاویزات کا جائزہ لینا ہے۔

میرے نزدیک گیانیش قودیسیا(Gyanesh Kudaisya)لٹریچر ریویو کے عمل میں تین امور کو بہت اہمیت دیتے ہیں:(ا) دیگر(others)؛(ب) تحقیقی میدان(field)؛اور(ج) مصنفین اور محققین نےfield میں کیا دیکھا ہے یا کیا نہیں دیکھ سکے۔ دیگر سے مراد آپ کی فیلڈ سے متعلقہ دوسرے اسکالرز کے کام یا ان کی تحریریں ہیں۔ ان کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اس موضوعِ تحقیق سے متعلق علمی رووں کو سامنے لانا پڑتا ہے۔ فیلڈ سے مراد یہ ہے کہ دوسرے اسکالرز کی تحریروں میں اس تحقیقی میدان کا کس حد تک احاطہ کیا جا سکا ہے یا نہیں یعنی اس میں کس حد تک کمی یا تشنگی رہ گئی ہے۔ مصنفین اور محققین نے فیلڈ میں کیا دیکھا ہے یا کیا نہیں، اس سے مراد اس کے دو مفہوم ہیں(engagement) اور (gap) تلاش کرنا۔ کیا دیکھا ہے کے تناظر میں ہم ان کو انگیج کرتے ہوئے اور ان کی تحریروں پر build کرتے ہوئے اپنی بات کہنے کی جگہ نکال لیتے ہیں۔ جبکہ موخر الذکر معنی میں ان کے تحقیقی خلا(research gap) کی نشاندہی کرتے ہوئے اپنے کام کا جواز تلاش کر لیتے ہیں۔

شاء(Shaw) کے نزدیک لٹریچر ریویو کا اصل مطمع نظر اپنے موضوع سے متعلق تحقیقی کام کی نفی یا اس کا یکسر اور مکمل انہدام(outright and complete demolition) نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس کا مقصد اس کی اس انداز میں انگیجمنٹ ہونا چاہیے کہ ہم اپنی تحریر کو اس پر استوار کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جائیں۔

حاصل بحث: لٹریچر ریویو کیا ہے اور کیا نہیں

اس سیکشن میں ہم نے علوم کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے سکالرز کی آراء کی روشنی میں ریویو لٹریچر کے مقصد اور غایت کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اس بحث کے بار بار سامنے آنے والے recurring themes کا جائزہ لیں تو یہ ماہرین، لٹریچر ریویو کی اپنی تعریفوں میں ان پہلوؤں پر اصرار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں:

i. لٹریچر ریویو کرتے وقت ہمیں ان موضوعات پر موجود علمی روؤں کے (lines of argumentation) یا دلائل کے رجحان یا رخ کردار سے آشنائی و آگاہی بہت ضروری ہے۔ جیسا کہ ہارٹ کی تعریف (definition) سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ہمیں ان (line of enquires) کی تلاش کی کوشش کرنی چاہیے "جن کو ایک خاص نقطہ نظر سے دیکھا اور سمجھا گیا ہو"۔ اسی طرح گیانیش قودیسیا کا یہ اصرار کہ تحقیقی میدان کو "دیگر نے کس طرح دیکھا ہے اور ہم دیگر کو کیسے دیکھ رہے ہیں" line of enquires ہی کی تلاش کی دلالت کرتا ہے۔

ii. یہ ماہرین اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ ریویو آف لٹریچر کرتے ہوئے کسی مصنف یا محقق کو دوسروں سے کٹنے کی بجائے ان سے جڑنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یعنی اسے اپنے استدلال کا تعلق اس موضوع پر موجود وسیع تر علمیاتی روؤں (larger streams of scholarship) میں استوار کرنے کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔ نیومین اور شاء کے نزدیک لٹریچر ریویو کا یہ سب سے اہم نقطہ یا پہلو ہے۔

iii. جہاں ہمیں اپنی تحقیق سے متعلقہ علمیاتی لہروں کو engage کرنے کی ضرورت ہے وہاں اس کا دوسرا اہم پہلو بھی صرف نظر نہیں ہونا چاہیے یا اسے ملحوظ خاطر رکھا جانا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان کے درمیان اور اپنے موضوع کے درمیان تحقیقاتی خلا (research gap) کی نشاندہی کرتے ہوئے اپنی بات کہنے کی جگہ یا (space) پیدا کرنا۔

اب تک ہم نے سطور بالا میں مختلف سکالرز کا حوالہ دے کر لٹریچر ریویو کے محاصل یا essence(کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ اردو ادب کے طالب علموں کی تفہیم میں اضافے کے لیے اسے اور بھی

زیادہ آسان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ لٹریچر ریویو در حقیقت دو عناصر کا امتزاج ہوتا ہے[20] ایک ہے اچھا خلاصہ یا سمری اور دوسرا نقد و نظر (critique)۔ پہلے میں خلاصہ یا سمری کی اضاحت کروں گا۔ اس کو صحیح طور پر کرنے کے لیے تحقیق نگاری کے ماہرین نے اس کے باقاعدہ طریقے وضع کیے ہیں۔ وہ literature matrix اور نوٹ کارڈز ہیں۔ matrix کا مطلب صوت گیر ڈھانچہ یا قالب ہے یعنی اس میں کسی تحریر کا اصل مغز سمونے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بھاگ ---میں میں نے قدرے تفصیل کے ساتھ اس کے نمونے یاspecimen پر بحث کی ہے۔ نوٹ کارڈز بناتے وقت اس امر کو یقینی بنایا جاتا ہے کہ مصنف کی آواز دبنے نہ پائے۔ اور ایسا کرتے ہوئے کسی کتاب یاsource کے ان پہلوؤں پر توجہ دی جاتی ہے جیسا کہ اس کا نفس موضوع کیا ہے۔ مصنف نے اپنے زاویہ نگاہ یاperspective کو قارئین کو سمجھانے کے لیے کن دلائل یا مفروضات کا سہارا لیا ہے اور اس نے اپنے مسئلے کے احوال (thesis statement) کو بنانے کے لیے اور اس کو تقویت بخشنے کے لیے کس طرح کے دلائل دیئے ہیں، ثبوت (evidence) بہم پہنچائے ہیں، اور کونسا تحقیقی طریقہ کار استعمال کیا ہے؟

جس طرح ہم نے خلاصے یا(summary) کے اصول و قواعد بیان کیے ہیں اسی طرح کسی تحریر پر نقد و نظر (critique) کے بھی اصول و ضوابط ہوتے ہیں۔ نقد و نظر بذات خود ایک علم کا بحر بیکراں ہے اور اس پر الگ علمیاتی روئیں پروان چڑھ چکی ہیں، اس لیے اس کی مختصر الفاظ میں وضاحت ایک طرح کے reductionism کے زمرے میں آتی ہے۔ لہٰذا اس کے لگے بندھے یا غیر لچکدار اصول نہیں ہو سکتے کیونکہ اس میں ناقدین کی ذاتی بوالعجبیوں(personal idiosyncrasies) کا بھی دخل ہوتا ہے۔ تاہم علمیاتی مطالعے یا(academic reading) کے موضوع پر ایک کتاب جس کا نام *Reading Rhetorically* ہے اس میں کسی دستاویز یا کتاب کے متن(text) پر تنقید کے چھ اصول دیئے گئے ہیں، وہ ہیں ethos(i)، logos(ii)، pathos(iii)، examining the use (iv) of language in the text، examining the ideology of the text(v)، (vi) visual signals۔[21] یہ کسی متن پر تنقید کے حوالے سے ہماری تفہیم میں اضافہ کرتے ہیں۔ تاہم راقم التحریر ان کی تفصیلات میں جانے کی بجائے زیادہ عام فہم انداز میں کسی کتاب یا تحریر پر نقد و نظر کے

طریقہ کار کو سمجھانے کی کوشش کرے گا۔ ماہرین کے نزدیک وسیع تر مفہوم (broadly speaking) میں، نقد و نظر کے دو بڑے حصے ہوتے ہیں۔ ایک حصہ کسی مصنف یا محقق کی تحریر کی تحسین یاappreciation ہے اور دوسرا حصہ اس کا تنقیدی محاکمہ ہے۔ یہ تحسین دو واضح اشکال اختیار کر سکتی ہے ایک یہ کہ آپ اپنے تحقیقی کام میں دوسروں کی ان تحقیقی کاوشوں کا کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں جن سے آپ کے استدال کی مکمل طور پر تائید ہوتی ہو، چناچہ آپ اپنے تحقیقی کام کے ڈانڈے ان علمیاتی دھاروں سے ملاتے ہوئے اپنے کام کی جڑیں ان تحریروں میں پیوست کرنے کی کوشش کرتے ہیں بالفاظ دیگر اپنے تحقیقی کام کو ان کے کام سے وابستہ یاlocate کرتے ہیں، دوسرے ان علمیاتی رووں سے آگاہی اور ان کی تحسین بھی کرتے ہیں جو آپ کے کام سے براہ راست وابستہ نہ ہوں۔

critique کا دوسرا پہلو کسی تحریر پر حرف و تنقید ہے، اس کا براہ راست اور قابل فہم طریقہ اس امر کی نشاندہی ہے کہ ان علمیاتی رووں سے تعلق رکھنے والے سکالرز پر براہ راست تنقید کی جائے کہ وہ آپ کے کام سے متعلق تحقیقی میدان یا field کا احاطہ نہیں کر پائے لہذا اس حوالے سے تحقیقی خلا موجود ہے جسے آپ کا کام ختم کرنا یا بھرنا چاہتا ہے۔ بالفاظ دیگر اس امر کی نشاندہی کہ کن علمیاتی رووں سے وابستہ سکالرز نے آپ کے کام یا موضوع تحقیق سے وابستہ ہونے کے باوجود بھی اس کا احاطہ اطمینان بخش انداز میں نہیں کیا۔ اس نوعیت کے نقد و نظر کی کئی ممکنہ صورتیں ہو سکتی ہیں مثال کے طور پر مصنفین پر اس حوالے سے تنقید کی جا سکتی ہے کہ انہوں نے قطعی طور تحقیقی میدان کے اس پہلو کو نظر انداز کر دیا۔ دوسرے یہ کہ اگر دیکھا بھی ہے تو کس مخصوص نقطہ نظر سے دیکھا ہے اور ایسا کرتے ہوئے کیا تشنگی رہ گئی ہے۔

یہاں اس امر کا تذکرہ بھی بر محل ہو گا کہ اب ہمیں حرف و تنقید کے حوالے سے نئی روایات اور رجحانات بھی دیکھنے کو مل رہے ہیں۔ پہلے اس کا طریقہ آسان اور سہل الابیان تھا اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ ان علمیاتی رووں سے تعلق رکھنے والے سکالرز پر اس حوالے سے براہ راست تنقید کی جائے کہ وہ آپ کے سے متعلق تحقیقی میدان کا احاطہ نہیں کر پائے لہذا اس حوالے سے تحقیقی خلا موجود ہے جسے آپ اپنے کام کے ذریعے ختم کرنا یا بھرنا چاہتے ہیں۔ تاہم علمی تحریروں(academic writings) کے

میدان میں ہونے والی حالیہ پیش رفت نے ہمیں یہ آگاہی بخشی ہے کہ نقد و نظر کا براہ راست انداز اپنانے کی بجائے اس کے لیے پہلے جگہ بنانی چاہیے۔ اور اس لیے ضروری ہے کہ دوسروں کے کام کے بعض پہلوؤں کی تحسین کرتے ہوئے اس کے ناقدانہ اور تشنہ پہلوؤں کی نشاندہی کی جائے۔

اگر اس بحث کو مزید آگے بڑھایا جائے تو چند اور پہلوؤں کی نشاندہی بھی کی جا سکتی ہے۔ مصنفین کی تحریروں پر نقد و نظر کرتے وقت ان کے پرورش کے ماحول، ان کی سماجی جانکاری کے عمل پر اثر انداز ہونے والے محرکات، اور پیشہ ورانہ تربیت کے مواقع کی عدم دستیابی جیسے عوامل کو دیکھا جا سکتا ہے جو ان کے worldview کو یکسر محدود کر سکتے ہیں۔ جن کے زیر اثر ان کی تحریروں میں مسئلہ اقدار (problem of values) کے اثرات نمایاں ہو جاتے ہیں جیسا کہ جذبات کی آمیزش، موڈ کے اثرات اور وہ تمام مسائل جو جذباتی فاصلے (emotional distancing) کا التزام نہ رکھنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح پیشہ ورانہ تربیت اور exposure کی کمی بھی بہت سارے مسائل کو جنم دیتی ہے جن کی وجہ سے وہ sweeping generalizations کرنے لگ جاتے ہیں، وہ ان کے اپنی دلیل کی قبولیت پر منفی اثرات کو محسوس نہیں کر پاتے۔ اس کے علاوہ وہ دوسروں کے موقف کی تحسین کے بغیر اس کو یکسر مسترد کرنے کے عادی بن جاتے ہیں۔ ایک اور سطح پر ان تمام مسائل یا باتوں کا لامحالہ اثر ان کے طرز تحریر (diction)، آواز کے مزاج (tone)، مفہوم کے مجموعی تاثر (tenor) اور انداز اظہار (idiom) پر بھی پڑتا ہے۔ ان تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نقد و نظر کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ کسی موضوع پر تقریظ کرتے ہوئے کسی مصنف یا محقق کو بڑے کٹھن مرحلے سے گزرنا پڑتا ہے۔ اسے دو انتہاؤں کے درمیان توازن برقرار رکھتے ہوئے ایک درمیانی راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے یعنی (he has to walk on a tight rope)۔ میں یہاں یہ اصرار کروں گا کہ توازن کی یہی نزاکت لٹریچر ریویو میں کی جانے والی تقریظ (critique) کی روح ہے، یعنی ایک طرف یک رخی تنقید (monolithic criticism) سے اجتناب کرنا تو دوسری طرف اس موضوع پر موجود علمیت کی روؤں میں خلا یا gap سامنے لاتے ہوئے اپنی بات کہنے کی گنجائش پیدا کرنا۔ قصہ مختصر اس ساری بحث کا لب لباب یہ ہے کہ لٹریچر ریویو کرتے وقت کسی محقق کو اس امر کے لیے کوشاں رہنا چاہیے کہ اپنی تحقیق

کو کن علمی روؤں سے وابستہ کرنا ہے یعنی خود کو کن علمیاتی لہروں سے منسلک کرنا ہے اور کن علمی روؤں کا ناقدانہ محاکمہ کرنا ہے۔

اب تک اس سیکشن میں راقم التحریر نے جن پہلوؤں کو احاطہ تحریر میں لانے کی کوشش کی ہے وہ یہ ہیں کہلٹریچر ریویو کی definitions یا تعریفیں ,ان پر تبصرہ اور اس امر پر بحث کہ لٹریچر ریویو کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی قدرے تفصیل کے ساتھ اس امر کا احاطہ بھی کیا ہے کہ لٹریچر ریویو کے دو بنیادی اجزاء خلاصہ اور تقریظ کے اصول و مبادی کیا ہوتے ہیں۔ اب میں یہاں گفتگو کا رخ اس امر کی طرف مرکوز کرنا چاہوں گا کہ لٹریچر ریویو کیا نہیں ہے باالفاظ دیگر میں یہاں اس امر پر اصرار کرنا چاہوں گا کہ لٹریچر ریویو کیا ہے کی مکمل تفہیم اس وقت تک نہیں کی جا سکتی جب تک ہمیں اس بات کا ادراک نہ ہو کہ غیر اطمینان بخش (برا) لٹریچر ریویو کیا ہوتا ہے۔

کسی غیر اطمینان بخش لٹریچر ریویو کے چند نمایاں پہلو یہ ہیں: (i) یہ تصنیف پر موجود علمیاتی لہروں کا احاطہ (engagement) قطعی طور پر نہیں کرتا اس لحاظ سے وہ لٹریچر ریویو کے بنیادی تقاضوں پر پورا نہیں اترتا۔ اس بھاگ کے دوسرے subsection میں ہم نے موضوع پر موجود علمیاتی دھاروں میں گہری ڈبکی لگانے کی جو analogy دی تھی، اس نوعیت کی کوشش کی کمی کا احساس اس نوع کے لٹریچر ریویو کو پڑھتے ہوئے شدت سے محسوس کیا جا سکتا ہے؛ (ii) غیر اطمینان بخش لٹریچر ریویو کا ایک نمایاں پہلو مصنفین میں پائی جانے والی روش ہے کہ وہ دوسروں کے کاموں کو negate یا ان کی نفی کرتے ہوئے اپنے کام کی اہمیت کو اجاگر کرتے چلے جاتے ہیں یا بعض صورتوں میں اپنے کام کی appreciation یا ستائش دوسروں کی outright demolition یا یکسر انہدام کی حدود کو چھو لیتی ہے۔ قصہ مختصر وہ دوسروں کے کاموں سے جڑنے یا engagement کی بجائے ان سے کٹتے چلے جاتے ہیں؛ (iii) جیسا کہ ہم نے اس سیکشن کے پہلے حصے میں دکھایا کہ اچھے لٹریچر ریویو کا ماحصل (crux)، اس کا خلاصہ اور نقد و نظر یعنی summary and critique ہیں۔ ایک اچھے خلاصے یا summary کسی محقق یا مقالہ نگار کی خواہش مندانہ سوچ wishful thinking کا اظہار نہیں ہوتی۔ اب تک گفتگو سے یہی بات سامنے

آئی ہے کہ ہمیں برے لٹریچر ریویو کی خرابیوں کا اس وقت تک ادراک نہیں ہو سکتا جب تک اچھے لٹریچر ریویو کا معیار ہمارے سامنے نہ ہو۔

میں یہاں یہ argue کروں گا کہ ایسا کرتے ہوئے خود کو چند ضروری مراحل سے گزارے بغیر ایک معیاری لٹریچر ریویو نہیں کیا جا سکتا۔[22] اگر ہمارے ہاں بالخصوص اردو حتی کہ بعض سماجی علوم میں لٹریچر ریویو کے مروج طریقوں کا موازنہ مغربی یونیورسٹیوں سے کیا جائے تو یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ ہمارے ہاں لٹریچر ریویو کے اس معیار تک پہنچنے کے لیے وہ سنجیدہ کوششیں نہیں کی جا سکیں جو اس میدان میں مغربی یونیورسٹیوں نے آج سے بہت پہلے قائم کر لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں انسانی علوم، سماجیات اور مشرقی علوم میں لٹریچر ریویو کے روایات اور معیارات کو صحیح طور پر سمویا نہیں جا سکا اور اس کا بنیادی سبب تحقیقی طریقہ کار (research methodology) کے اس بنیادی شعبے میں صحیح تربیت کا فقدان ہے۔[23] اس قدرے طولانی تمہید کے بعد ہم برے لٹریچر ریویو کے بارے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کے مصنفین بغیر کسی صوت گیر ڈھانچہ یا (matrix) سامنے رکھے بغیر ایسے خلاصے اور تقریظ کیے جاتے ہیں جن کا کوئی سر اور پیر نہیں ہوتا۔[24] ایسی کوششوں کو تحقیق کے میدان میں "بے مقصد آوارہ گردی" (aimless wandering) سے تشبیہ دی جا سکتی ہے جو محقق کو تحقیق میں کسی بھی منزل تک نہیں پہنچا سکتی۔

1.5 لٹریچر ریویو: مقصد و اہمیت

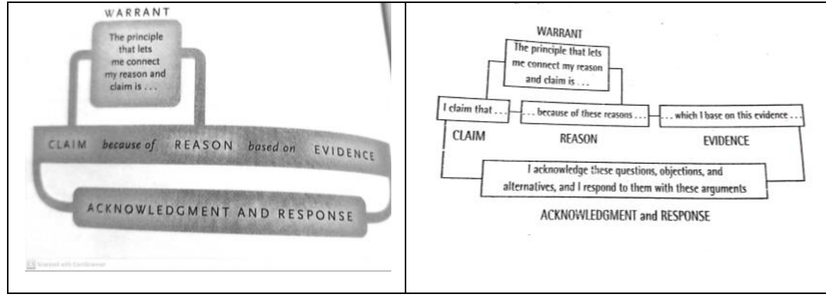
اس نسبتاً مختصر سیکشن میں ہم لٹریچر ریویو کی اہمیت واضح کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ ایک لحاظ سے اس بحث کی مزید تکمیل میں مدد دے گا جس کا آغاز ہم نے پچھلے بھاگ میں کیا تھا۔ اس سیکشن میں میرا بنیادی استدلال یہ ہے کہ لٹریچر ریویو کی تربیت عام محققین کے بالعموم اور مقالہ نگاروں کے بالخصوص (استعاراتی مفہوم میں) فکری افق intellectual horizon کی توسیع میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے۔ اس سیکشن میں میں نے لٹریچر ریویو کی اہمیت کے متعدد پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے جو حسب ذیل ہیں:

i. لٹریچر ریویو کی تربیت محققین اور مقالہ نگاروں کی بطور مشاق قارئینexpert readers تربیت میں اہم ترین کردار ادا کرتی ہے۔ یہاں میرا استدلال یہ کہ اس کسی قاری کی تربیت میںtext کے ساتھ اس کا دو طرفہ رشتہtwo way relationship ہوتا مثلاً اپنے مواد کے مطالعے پر مہارت اسے اچھالٹریچر پڑھنے کے قابل بناتی ہے اور دوسری طرف اچھالٹریچر اس کے مطالعے کی قابلیت میں مزید نکھار پیدا کرتا ہے، اور یہی تربیت آگے بڑھ کر اسے اچھےbook reviews لکھنے کے قابل بناتی ہے۔

ii. لٹریچر ریویو ہماری دلیل یا مفروضے کو مضبوط کر کے ہماری تحریر کو معقول جواز فراہم کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک میں تھیسز کے نگران یاsupervisors اس تحقیق کے تمام مراحل یعنی تحقیقی منصوبے(research proposal) کی تیاری، کولیفائنگ امتحان اور مقالہ کی تکمیل تک کے تمام مراحل میں لٹریچر ریویو کی مہارت پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ ان کی یہ کاوشیں نہ صرف لٹریچر ریویو میں بہتری لاتی ہیں بلکہ ان کا بالواسطہ فائدہ مقالہ نگار کو اپنے بنیادی استدلال میں بہتری اور نکھار کی صورت میں ملتا ہے۔ میرا ذاتی تجربہ بطور طالب علم، محقق اور استاد اس امر کی توثیق کرتا ہے کہ لٹریچر ریویو میں معیار میں بہتری کا براہ راست اثرargument میں بہتری کی صورت میں بھی ہوتا ہے۔

لٹریچر ریویو اور بنیادی استدلال میں گہرے تعلق کی وضاحت ایک اور انداز میں بھی کی جاسکتی ہے وہ یہ کہ لٹریچر ریویو کی اچھی تربیت کسی مقالہ نگار کو اپنےargument کی زیادہ موثر انداز میں دفاع پذیری(defensibility) کے قابل بناتی ہے۔ یہاں یہ برمحل ہوگا کہargument کے دو تصویری ماڈلز کو پیش کیا جائے تاکہ قارئین پر یہ بات واضح ہو سکے کہ دلیل(argument) کے بنیادی اجزاء کون سے ہوتے ہیں اور ان کو یہ بات سمجھانے کی کوشش کی جائے کہ کس حصے کو مضبوط کر کے اس کی دفاع پذیری بڑھائی جاسکتی ہے۔

تصویری خاکہ: دلیل اور اس کے بنیادی اجزاء



تصویر کے دائیں کالم میں ہمیں argument کے جن حصوں کی وضاحت ملتی ہے وہ Joseph M. Williams and Gregory G. Colomb کی کتاب *The Craft of Argument* سے ملتی ہے۔ جبکہ بائیں کالم میں دلیل کی جو تصویری صراحت کی گئی ہے وہ WayneC.Booth، Gregory G.Colombo اور Joseph M.Williams کی کتاب *The Craft of Research* سے لی گئی ہے۔ دونوں کتابوں کا موازنہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ دلیل کے پانچ اور اس میں ان کے کردار سے متفق نظر آتے ہیں، مثال کے طور پر دعویٰ(claim)، وجہ یا سبب(reason)، ثبوت(evidence)، تسلیم اور اقرار کی روشنی میں دیا گیا جواب یا ردعمل(acknowledgement and response)اور اختیار نامہ یا جواز(warrant)۔[25]

لٹریچر ریویو دلیل میں جو بہتری لاتا ہے، میرے نزدیک اس بہتری کو دو سطحوں پر دیکھا جا سکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ یہ دعویٰ(claim) اور وجوہات(reasons) کے درمیان ربط و تعلق کو مظبوط بنانے میں مدد دیتا ہے جس کے نتیجے میں لامحالہ طور پر warrant بہتر ہو جاتا ہے۔ دوسری سطح پر بہتری argument کے ایک اور حصہ یعنی acknowledgement and response (جواب یا ردعمل) میں آتی ہے۔ اس بہتری کے کیا مراحل ہوتے ہیں، اس کی وضاحت ہمیں دی کرافٹ آف ریسرچ کے پہلے ایڈیشن میں ملتی ہے، اس کے مصنفین اس کے مختلف مراحل کی نشاندہی کرتے ہیں:

i. مصنفین ابطال(rebuttal) کے ذریعے اپنی دلیل کو مضبوط بنا سکتے ہیں، وہ اس طرح کہ غلط فہمی کی بنا پر اٹھائے گئے اعتراضات کی نفی کر کے یا ان کو جھٹلا کر۔ یوں ان کو اپنے دلائل کی تائید کا موقع مل جاتا ہے۔

ii. وہ تسلیم و اقرار (concessions) کے ذریعے ان اعتراضات کو تسلیم کر لیتے ہیں جن کی وہ نفی نہیں کر سکتے۔

iii. "ان حالات کی وضاحت کر کے جو ثبوت کو qualify کرتے ہیں اس اعتبار سے کہ اسے محدود اور مشروط بنا سکتے ہوں یعنی جواز (warrant) کے اطلاق کو محدود کر کے"۔[26] بالفاظ دیگر مصنفین اپنی دلیل کی اطلاق کے حالات کی محدودات کا تعین کر دیتے ہیں، جس کو limiting conditions کا نام دیا جاتا ہے۔

iv. مصنفین کی جانب سے ثبوت، وارنٹ یا جواز یا اختیار اور دعویٰ کی قطعیت کی صراحت کرنا (degree of certainty) یعنی وہ کن حالات میں بر قرار رہ سکتی ہے۔

دلیل (argument) کے اجزاء کے حوالے سے مصنف کی اس نوع کی تفہیم اس اس قابل بناتی ہے کہ وہ اپنی تحریر (text) کو ایک قاری کے نقطہ نظر سے دیکھنا شروع کر دے۔ قاری کی سطح سے اپنی ہی تحریر کو دیکھتے ہوئے اس کے سامنے اپنی تحریر کے کمزور پہلو عیاں ہونے شروع ہو جاتے ہیں جیسا کہ sweeping assertions، نقطہ نظر کا جذباتی اظہار، اپنی تحریر میں حقائق کے مسائل، تحریر میں reasoning میں منطقی ربط کا فقدان اور اپنی تحریر کے قارئین کے اذہان میں موجود counterfactual evidence کی پرواہ کیے بغیر لکھے چلے جانا۔ یہ تمام وہ پہلو ہیں جو بطور مصنف پہلی نظر میں اس سے اوجھل رہتے ہیں۔ مجموعی طور پر اپنی تحریر کی یہ تمام محدودات (limitations) اسے اس امر پر آمادہ کرتی ہیں کی ان مسائل سے کیسے نمٹا جائے۔ ایسا کرتے وقت وہ ان مسائل پر قابو پانے کے لیے یا negotiate کرنے کے لیے تسلیم و اقرار یا چھوٹ (concessions) کے ذریعے اس کو less sweeping بناتا ہے، اپنے دعویٰ کے scope کو محدود کر کے اس پر اٹھنے والے متوقع اعتراضات کو بھانپتے ہوئے اسے نئے انداز میں تشکیل کے لیے اکساتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ reasoning میں پائے جانے والے نقائص اور ثبوت (evidence) میں تشنگی یا کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے یہ تمام افعال (actions) اس موضوع پر موجود لٹریچر کے تفصیلی جائزے کے محتاج ہوتے ہیں۔ وہ اپنی دلیل کے موافق و مخالف دونوں طرح کی علمیاتی رووں کو کی تفہیم حاصل

کیے بغیر ایسا نہیں کر سکتا۔ یعنی قصہ مختصر یہ لٹریچر ریویو ہی قارئین کے کئی طرح کے متوقع ردعمل کی تفہیم میں مدد دیتا ہے۔ یہ سوال اٹھایا جا سکتا ہے کہ آخر اسے اپنے argument میں بہتری لانے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے۔ اس کا سیدھا جواب اس کی قبولیت یا acceptability بڑھانا ہے۔[27]

iii. لٹریچر ریویو کسی موضوع اور اس کے علمیاتی ڈھانچے میں ربط استوار کرنے میں مدد دیتا ہے۔ بعد ازاں آگے چل کر اسی ربط کا منطقی ارتقاء تصوراتی اور نظری ڈھانچوں یعنی conceptual and theoretical frameworks کی تشکیل کی صورت میں منتج ہوتا ہے۔

iv. جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے لٹریچر ریویو کی ٹریننگ کسی موضوع پر موجود وسیع علمیاتی لہروں کا سراغ لگانا سکھاتی ہے جن تک رسائی کے بغیر اس موضوع پر تحقیقی خلا research gap تلاش نہیں کیا جا سکتا اور جسے تلاش نہ کر پانا کسی محقق کی نااہلیت سمجھی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے موضوعِ تحقیق پر ابھرتی ہوئی علمیاتی رووں سے ناواقفیت کی بنا پر اپنے تحقیقی کام کے ذریعے ریسرچ کے میدان میں کوئی گراں قدر اضافہ نہیں کر پاتا اور اس کی یہ کاوش ایک لحاظ سے جگالی بن کے رہ جاتی ہے۔ یہ مناسب ہوگا کہ اس موضوع پر گفتگو میں ایک اور پہلو کا اضافہ کیا جائے وہ یہ کہ مقالے کی اشاعت کے مرحلے پر ناشر (publisher) سب سے پہلے خواہش مند مصنفین سے یہ سوال پوچھتا ہے کہ ان کا یہ تحقیقی کام اس موضوع پر موجود دوسری تحقیقی کاوشوں سے کیوں کر اور کس درجے مختلف ہے۔ اس سوال کا تسلی بخش جواب بھی وہی محقق دے سکتے ہیں جنھوں نے ڈاکٹریٹ کی تحقیق کے دوران ہی لٹریچر ریویو کے فن پر دسترس حاصل کر لی ہو۔ ان کے مقابل اپنے تحقیقی کام کی اشاعت کے خواہش مند دوسرے مقالہ نگار جنھوں نے اپنی تحقیق میں لٹریچر ریویو کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھا ہوتا ان کی book proposals کو اسی مرحلے پر ہی مسترد کر دیا جاتا ہے۔

v. یہ ہمیں اپنی تحقیق کے بنیادی سوال کی توضیح کرنے اور اس سے متعلق مزید سوالات کرنے کے قابل بناتا ہے۔ سادہ لفظوں میں یہ نہ صرف ہمارے بنیادی تحقیقی سوال (research question) میں بہتری لانے کا موجب بنتا ہے بلکہ ہمیں مزید تنقیدی سوالات اٹھانے میں بھی

مدد دیتا ہے۔ لٹریچر ریویو اور تحقیقی سوالات کے اس اہم تعلق پر روشنی ڈالتے ہوئے علمیاتی تحریروں کے ایک ماہر ڈونلڈ کیوری نے 2005 میں لکھا کہ

" a good literature review expands upon the reasons behind selecting a particular research question"(ایک اچھا لٹریچر ریویو ان اسباب یا وجوہ کی وضاحت کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے جو ایک خاص تحقیقی سوال کے انتخاب کا موجب بنی ہوں)[28]۔ لٹریچر ریویو کا فن سیکھے بغیر کسی بھی تحقیقی موضوع پر موجود lines of inquiries کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا جو کہ تحقیق کے اگلے مراحل کی طرف بڑھنے کی پہلی سیڑھی کا درجہ رکھتی ہیں۔ مثلاً ان علمیاتی روؤں سے تعلق رکھنے والے مصنفین کے درمیان مکالمہ کروانا، ان علمی روؤں میں اختلافات اور تحقیقی خلا کو problematize کرنا اور اس بحث کے نتائج کو مدغم کرتے ہوئے تفہیم کے نئے درجے تک پہنچنا اور تصوراتی اور نظریاتی ڈھانچوں کی تشکیل وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب مہارتیں جدید پیشہ ورانہ علمی تربیت کا جزولاینفق سمجھی جاتی ہیں۔

vi. لٹریچر ریویو کئی جہتوں میں ہمارے تحقیقی طریقہ کار کی رہنمائی کرتا ہے اور اس سے متعلقہ امور کے حوالے سے ہماری فکر کی آبیاری کرتا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس جہت میں ہماری تربیت کرتا ہے کہ تحقیقی سوالات کا جواب دینے کے لیے کس طرح کے تحقیقی طریقہ کار(approach and methods) ہماری راہنمائی کر سکتے ہیں یا بطور ماڈل استعمال ہو سکتے ہیں۔ اس تناظر میں اگر دیکھا جائے تو یہ ہمارے لیے تحقیقی طریق ہائے کار کی شناسائی اور آگاہی کا ذریعہ بنتا ہے اور اسی شناسائی کی بنیاد پر ہم ریسرچ ماڈل کے انتخاب کے قابل ہوتے ہیں۔

vii. یہ کسی تحقیقی میدان میں موجود علمیاتی روش(lines of inquiries) میں مددگار ثابت ہوتا ہے اور اس اعتبار سے یہ کلی سطح پر ایک مخصوص میدان تحقیق کی مجموعی ترقی ہمارے سامنے لاکر رکھ دیتا ہے۔ جس کو سامنے رکھتے ہوئے اور حالیہ برسوں میں اس میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم علمیاتی میدان ہونے والی پیش رفت کو دو سطحوں پر دیکھنے کے قابل ہو جاتے

ہیں اور وہ یہ ہیں what is current and what is contemporary یعنی حالیہ کیا ہے اور معاصرانہ کیا ہے۔

viii. یہ تحقیقی میدان میں ہماری رہنمائی کرتے ہوئے ہمیں اس مقام تک لے جاتا ہے جہاں تک ہمارے تحقیقی میدان سے متعلق دوسرے مصنفین یا سکالرز کام کر چکے ہوتے ہیں۔ تو اس حوالے سے یہ ہماری تحقیق کے امتیازی وصف (distinctive niche) کو واضح کر کے ہمارے کام کو ایک نقطہ نظر یا perspective فراہم کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

اس بھاگ میں ہم نے لٹریچر ریویو کی اہمیت کا جو جائزہ لیا ہے وہ اگر چہ بہت زیادہ تفصیلی اور سیر حاصل (exhaustive) تو نہیں ہے۔ تاہم یہ اس امر کو بخوبی واضح کر دیتا ہے کہ موجودہ علمی تحقیق کی عمارت بڑی حد تک اسی پر استوار ہے۔ اس اہمیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ لٹریچر ریویو کی تربیت محققین اور مقالہ نگاروں کی پیشہ ورانہ تربیت میں خشت اول کا درجہ رکھتی ہے۔

1.6 اردو تحقیق میں لٹریچر ریویو کے مسائل: 2000-2021 کے دوران پاکستانی جامعات میں کرائے جانے والے مقالات کی روشنی میں

اب ہم گفتگو کا دائرہ اردو تحقیق بالخصوص مقالہ نگاری میں لٹریچر ریویو کے رجحانات اور روایات کی نشاندہی کی طرف مرکوز کریں گے۔ اس بھاگ کا مقصد اس امر کا جائزہ لینا ہے کہ اردو کے پی ایچ ڈی کے مقالوں میں لٹریچر ریویو کے جدید رجحانات کو سمویا جا سکا ہے کہ نہیں، یہاں میرا ہر گز یہ مقصد نہیں ہے کہ اگر اردو تحقیق میں لٹریچر ریویو کے حوالے سے کچھ سنجیدہ نوعیت کے مسائل پائے جاتے ہیں ان کی تضحیک کی جائے۔ تاہم اس سیکشن میں ان کو میں بہت شائستہ انداز میں سامنے لانے کی ضرور کوشش کروں گا۔ ان مسائل کا جائزہ لینے کے لیے میں نے Pakistan Research Repository پر اپلوڈ کیے گئے 40 کے قریب پی ایچ ڈی کے مقالہ جات کے introductions اور table of content کا بغور مطالعہ کیا ہے یہ دیکھنے کے لیے کہ اردو تحقیق میں لٹریچر ریویو کو کیسے treat کیا گیا ہے۔ تا کہ اس امر کا اندازہ لگایا جا سکے کہ اردو مقالہ نگاری نے مغرب میں اس میدان میں ہونے والی پیش رفت کے کیا اثرات قبول کیے ہیں اور اگر نہیں تو اس کے معیار میں کیوں کر اور کیسے بہتری لائی

جا سکتی ہے۔ اور اس بہتری کا اردو محققین اور مقالہ نگاروں کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اب ہم اس سیکشن کے مرکزی نقطے کی طرف بڑھتے ہیں یعنی HEC کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیے گئے مقالہ جات کے جائزے کے بعد کیا صورت حال سامنے آئی۔

جدول 3: ہائر ایجوکیشن کمیشن کی ویب سائٹ پر 2000–2021 کے درمیان اپلوڈ کیے گئے اردو زبان و ادب کے پی ایچ ڈی کے مقالہ جات میں لٹریچر ریویو کے رجحانات کا جائزہ

1983–1999 تک پی ایچ ڈی کے اردو کے مقالات	2000–2021 تک پی ایچ ڈی کے اردو کے مقالات	پاکستانی یونیورسٹیوں کی تعداد جہاں یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچا	ان مقالہ نگاروں کی تعداد جنہوں نے اپنے مقالوں میں لٹریچر ریویو کیا	2000–2021 کے درمیان اپنے مقالہ جات میں لٹریچر ریویو کرنے والوں کی شرح تناسب
3	40	11	2	0.8 فیصد

اس جدول کے دائیں کالم میں میں نے انمقالہ جات کی تعداد گنوائی ہے جو کہ 1983—1999 کے درمیان مکمل کیے گئے تاہم ان کو میں نے اس مضمون میں شامل نہیں کیا کیونکہ اس وقت تک پاکستان میں Research Methodology کا مضمون یونیورسٹیوں میں خال خال ہی پڑھایا جاتا تھا اس لیے اس حوالے سے اکیسویں صدی کے معیارات کو ان مقالہ جات پر منطبق نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم اکیسویں صدی کے اوائل ہی سے بالخصوص HEC کے قیام کے بعد ریسرچ میتھاڈولوجی کی تدریس کے میدان میں نمایاں بہتری آ گئی اور جس کا اثر ایم فل اور پی ایچ ڈی کے تحقیقی طریقہ کار پر بھی پڑا۔ تو اگر اس تناظر میں دیکھا جائے کہ اکیسویں صدی کے پہلے دو عشروں میں صرف دو سٹوڈنٹس نے پی ایچ ڈی کے مقالہ جات میں لٹریچر ریویو کیا ہے تو یہ امر ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے اور اس خلا کی نشاندہی کرتا ہے جو اس حوالے سے اردو تحقیق میں نمایاں ہے اور یہاں اس امر کا ذکر کرنا بھی برمحل ہو گا کہ ان دو میں سے ایک مقالہ نگار کے اپ مقالے میں لٹریچر ریویو کے thematic engagement کے رجحان سے آگاہی کا واضح اور گہرا احساس ملتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جن دو مقالہ نگاروں نے لٹریچر ریویو کیا ہے ان میں سے بھی کسی نے اپنے مقالے میں اس کے لیے الگ سیکشن مختص نہیں کیا بلکہ اس کو statement of the problem کا ہی حصہ بنا دیا ہے اور یہ لٹریچر ریویو دو یا ڈھائی صفحے سے زیادہ نہیں ہے۔

اب ہم اس صورتحال سے کچھ larger inferences نکالیں گے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

i. اردو تحقیق میں گزشتہ دو عشروں کے درمیان جدید تحقیقی روایات کے ارتقاء اور فروغ اور بطور مضمون مختلف سطحوں پر ریسرچ میتھاڈولوجی کی تدریس کے آغاز کے باوجود اس حوالے سے جو کچھ پڑھایا جارہا ہے اس کا عملی اطلاق کم از کم مقالہ جات میں لٹریچر ریویو کی شکل میں تو نظر نہیں آرہا۔ اور زیادہ تکلیف دہ امر یہ بھی کہ یہ رجحان صرف ان جامعات میں ہی نہیں ہے جو کہ ملک کے نسبتاً کم ترقی یافتہ علاقوں میں واقع ہیں بلکہ ملک کے تمام مرکزی شہروں میں واقع جامعات کے شعبہ ہائے اردو میں جمع کرائے جانے والے تحقیقی مقالہ جات میں بھی نظر آتا ہے۔

ii. اس صورتحال کا زیادہ افسوس ناک پہلو یہ بھی ہے کہ اس سے یہ پریشان کن سوال ہمارے اذہان میں ابھرتا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ لٹریچر ریویو کی اہمیت کا ادراک نہیں کیا جارہا اس لیے اس کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

iii. تیسرا پہلو تو سب سے زیادہ تشویش ناک ہے کہ اس کی حوصلہ افزائی نہ کر کے اور اس جہت میں سٹوڈنٹ کی مناسب تربیت نہ کر کے ہم ان کو مجموعی طور پر نیم معذور (استعاراتی) قسم کے سکالرز بنا رہے ہیں۔ میں اس پہلو کو مزید کھولنا چاہوں گا کہ لٹریچر ریویو پر تربیت نہ دیئے جانے کے طالب علموں کی تحقیقی صلاحیتوں پر کتنے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ نہ تو وہ کسی research problem کا صحیح طرح ادراک کر سکتے ہیں اور نہ ہی لٹریچر ریویو کے ذریعے اس موضوع سے اس طرح کی creative engagement کر سکتے ہیں جو ان پر مطالب اور معنی کے نئے عقدے وا کر سکتی ہو۔ دوسرا یہ کہ تحقیقی خلا کی نشاندہی کیے بغیر وہ صحیح طرح angling of argument نہیں کر سکتے جو ان کے کام کا امتیازی وصف یا مقام کو اجاگر کرنے کے لیے ضروری ہے۔ لہٰذا تحقیقی خلا (research gap) کی نشاندہی نہ کرنے کی صورت میں وہ جگالی کرتے رہ جاتے ہیں۔ تو اس حوالے سے اپنے شعبے کے بین الاقوامی جرائد تک ان کی رسائی ختم ہو جاتی ہے۔ اور تیسرا یہ کہ ان کے ذہنوں میں یہ شائبہ بھی نہیں ابھر سکتا کہ پی ایچ ڈی کے کام کی اصل اہمیت تو اس کی -post

doctoral life ہوتی ہے اور اس کام کا مقصد اسے لائبریریوں کے شیلفوں کی زینت بنانا یا اردو بازاروں کے ان پڑھ پبلشرز کے ہتھے چڑھانا نہیں ہوتا۔

1.7 معیاری لٹریچر ریویو کیسے کیا جائے: چند بنیادی اور ضروری اقدامات

سیکشن ---میں ہم نے اردو مقالہ نگاری میں لٹریچر ریویو کے مسائل پر گفتگو کے بعد اس بات کی نشاندہی کی سماجی علوم میں بالعموم اور اردو میں بالخصوص نہ صرف اس روایت کو فروغ دینے کی ضرورت ہے بلکہ مختلف جہتوں میں اس کے معیار کو بھی بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ اس بھاگ میں، میں معیاری لٹریچر ریویو کرنے کے عملی اقدامات کو موضوع گفتگو بناؤں گا۔ یہ مناسب ہو گا کہ اس حصے کے بیانیہ کا مختصر نظمی ڈھانچہ بیان کر دیا جائے۔ یہ Organizational Scheme میں نے ایل آر گے سے مستعار لی ہے۔ جس نے اس کا چھ درجات پر مشتمل عمل (process) بیان کیا ہے وہ یہ ہیں۔

1) کلیدی الفاظ (keywords) کی نشاندہی اور تعین اور ان کی مدد سے تحقیقی مواد کی تلاش
2) ان کلیدی الفاظ کے استعمال کے ذریعے اپنے تحقیقی منصوبے (Research Topic) کے ثانوی ذرائع (Secondary Sources) تک رسائی حاصل کرنا۔[29]
3) ماخذات (Sources) کے چناؤ کے معیار کا تعین کرنا اور اس کے طریقہ کار کا مختصر جائزہ۔
4) ماخذات تک رسائی (Abstract Your Sources)
5) صوت گیر ڈھانچے یا قالب کی مدد سے (Literature Matrix) ماخذات کی تنظیم و تجزیہ۔[30]
6) لٹریچر ریویو پر مضمون کی تیاری

اس بھاگ کے پہلے پانچ حصوں میں اسی تصوراتی سکیم کی پیروی کی گئی ہے جو میں نے ایل آر گے کی کتاب سے لی ہے۔ میرے خیال میں ایل آر گے نے لٹریچر ریویو کے پورے پراسس کے عملی مراحل کو جس طرح بیان کیا ہے، ان کی اس سے آسان وضاحت نہیں کی جا سکتی۔ تاہم میں نے ایل آر گے کی conceptual scheme کو برقرار رکھتے ہوئے صرف اس سیکشن میں محض اتنا ردوبدل کیا ہے کہ اس کے آخری حصے یعنی لٹریچر ریویو پر مضمون کی تیاری کے حوالے سے بحث کے لیے پورا اگلا بھاگ مختص

کر دیا ہے۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ موجودہ بھاگ کی طوالت کو کم کر کے یہ گفتگو کی پیچیدگی کو کم کرنے میں مدد دے گا۔ دوسرے یہ کیونکہ لٹریچر ریویو کے زیادہ عملی پہلو یعنی مضمون کی تیاری سے علاقہ رکھتا ہے اس لیے زیادہ ضروری ہے کہ اس اہم حصہ پر گفتگو کے لیے ایک پورا سیکشن مختص کیا جائے۔ اب میں لٹریچر ریویو میں کیے جانے والے عملی اقدامات (Practical Steps) کی مرحلہ وار وضاحت کروں گا۔

1) کلیدی الفاظ (Keywords) کی نشاندہی اور تعین اور ان کی مدد سے تحقیقی مواد کی تلاش

میں یہاں یہ argue کروں گا کہ کسی اچھے لٹریچر ریویو کی روح ماخذات سے اخذ کی گئی معلومات اور مواد کی ترتیب اور presentation کا کوئی منظم طریقہ وضع کرنا ہے۔ ماہرین تحقیق نے اس کے چھ مختلف طریقے وضع کیے ہیں جن کا مختصر تعارف اگلے بھاگ میں کرایا جائے گا۔ تاہم میں یہاں ان میں سے صرف ایک انداز یا طور یعنی لٹریچر ریویو بذریعہ کلیدی الفاظ پر گفتگو پر اکتفا کروں گا۔

جدول4: کلیدی الفاظ کے تصور کی وضاحت کے مختلف طریقے

کلیدی الفاظ کی وضاحت کا ایک طریقہ	کلیدی لفظ کے مفہوم کو بیان کرنے کا ایک اور انداز	کلیدی لفظ کی صراحت (explication) کا تیسرا طریقہ	کلیدی لفظ کے تصور کی وضاحت کا چوتھا انداز/ایل آر گے کی نظر میں
کسی علمی رو سے متعلقہ یا تعلق رکھنے والے متعدد مصنفین کی تحریروں کے ست یا essence کو نکالتے ہوئے ایک ایسا کلیدی لفظ وضع کیا جاتا ہے جو اس پوری علمی رو کا نمائندہ ہوتا ہے۔ پھر اس سے پھوٹنے والی ذیلی رووؤں کی بھی نشاندہی کی جاتی ہے اور ان سب میں مصنفین کی تصانیف کو رکھ کر بحث کرائی جاتی ہے۔	ایک جیسی یا باہم ملتی جلتی علمیاتی رووؤں کے غالب رجحانات اور ان سے متعلقہ مباحث کو ایک کلیدی لفظ کے تحت cluster یا یکجا کر دیا جاتا ہے اور ان مباحث کے غالب رجحان کی روشنی میں اس کلیدی لفظ کی کوئی heading وضع کر دی جاتی ہے۔	کلیدی لفظ کو وضع کرنے کا ایک مخصوص طریقہ کار ہوتا ہے۔ جس کے تحت کسی ایشو یا مسئلہ کے حوالے سے مختلف perspectives کی نمائندگی کرنے والے علمی دھاروں (lines of inquiries) کو اور ان کے ذیلی دھاروں (sub streams) کو اکھٹا کر دیا جاتا ہے۔ اور اس سارے سیکشن پر کلیدی لفظ کی سرخی یا heading لگا دی جاتی ہے۔	کلیدی الفاظ ماخذات کے درمیان باہم تعلق/ ربط (connections) کو سامنے رکھتے ہوئے بنائے جاتے ہیں۔

جدول---میں کلیدی الفاظ کے تصور کی وضاحت چار مختلف طریقوں سے کی گئی ہے۔ اس کے پہلے تین کالمز میں کلیدی الفاظ کے تصور کی صراحت کے لیے جو definitions دی گئی ہیں وہ راقم التحریر کی تفہیم پر مبنی ہیں۔ جبکہ چوتھی تعریف میں نے L.R. Gay سے لی ہے۔ اس بحث کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ کلیدی لفظ وضع کرنے کا مقصد کسی محقق یا مقالہ نگار کی جانب سے اس موضوع پر موجود وسیع

علمیاتی لہروں کو سمونا یا ان کا احاطہ کرنا ہوتا ہے۔ یہ اس کی جانب سے ان علمی دھاروں سے متعلقہ مباحث کو موضوع گفتگو بنانے یا انگیج کرنے کی ایک ایسی کاوش ہوتی ہے جس کے ذریعے وہ ان مصنفین کو اس انداز میں انگیج کرتا ہے تاکہ ان کے درمیان مکالمے کا سماں پیدا کر دیا جائے (استعاراتی طور پر) اور ضرورت پیش آنے پر مصنف خود اس ڈائیلاگ کا حصہ بن جاتا ہے۔ یہ انداز بیان یا approach نہ صرف متن (text) پر اس کی گرفت کو بڑھا دیتا ہے بلکہ یہ قاری کی دلچسپی میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔

مواد کی اس نوع کی انگیجمنٹ کے لیے کلیدی الفاظ کے چناؤ میں بہت احتیاط کی ضرورت پڑتی ہے اور ایسا کرنے کے لیے ہمیں deep logical and creative thinking یعنی (گہری منطقی یا استدلالی فکر) کو بروئے کار لانا پڑتا ہے۔[31] ایل آر گے کے مطابق کلیدی الفاظ کے چناؤ کے لیے کچھ اصول و مبادی ہیں مثلاً ان کا چناؤ کرتے وقت ہمیں یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ وہ اس category یا گروہ / درجہ کے سب سے نمائندہ ہوں اور اس سلسلے کا احاطہ کرنے والی زیادہ سے زیادہ علمیاتی لہروں کو اپنے اندر سمو سکیں۔ چونکہ کلیدی الفاظ کی سلیکشن ایک آزمائش طلب (challenging) کام ہے اس لیے ماہرین یہ مشورہ دیتے ہیں کہ اس مقصد کے لیے محقق یا مقالہ نگار کو ایک الگ ڈائری یا نوٹ بک رکھنی چاہیے۔

2) ان کلیدی الفاظ کے استعمال کے ذریعے اپنے تحقیقی منصوبے (Research Topic) کے ثانوی ذرائع (Second Sources) تک رسائی حاصل کرنا۔

ذیلی سیکشن میں گفتگو کا رخ لٹریچر ریویو کے زیادہ عملی پہلوؤں کی طرف موڑنے کی کوشش کروں گا۔ میں یہ دکھانے کی کوشش کروں گا کہ کلیدی لفظ استعمال کرتے ہوئے کس قسم کے ثانوی ماخذوں کو دیکھا جاتا ہے اور اس سوال کا جواب دینے کی بھی کوشش کی جائے گی کہ آخر لٹریچر ریویو ثانوی ذرائع پر ہی کیوں مشتمل ہوتا ہے بنیادی پر کیوں نہیں۔ کلیدی لفظوں کو مواد کی تلاش اور نشاندہی کے لیے کیسے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی وضاحت جدول ---میں کی گئی ہے کیونکہ یہ ایک بہت پیچیدہ عمل ہے اور یہ قارئین کو الجھن کا شکار کر سکتا ہے اس لیے یہاں یہ برمحل ہو گا کہ ایک جدول کے ذریعے اس کی وضاحت کر دی جائے۔

جدول 5: ثانوی ذرائع کی نشاندہی اور ان کے مقام یا Location کے تعین کی وضاحت

ثانوی ذرائع اور ان کی اقسام	کلیدی لفظوں کی مدد سے Subject and Thesis Areas کا تعین		Seminal Works
	Thesis Area	Subject Area	
کتب کتب میں شامل ابواب تحقیقی مجلات میں شائع ہونے والے مضامین مقالہ جات غیر مطبوعہ کانفرنس پیپر Seminal works	یہ زیادہ مخصوص ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس کے کلیدی لفظ زیادہ specific ہوتے ہیں تاہم اس کا دورانیہ subject area سے زیادہ ہوتا ہے اور عام طور پر کسی موضوع پر تحقیق کے آغاز سے پچھلے 20 سال تک اس کی حد بندی کی جاتی ہے مثلاً اگر سنہ 2023 کسی مقالے پر کام کا آغاز ہوا ہے تو اس کا تھیسز ایریا سنہ 2003 ہوگا۔	موضوع سے تعلق رکھنے والا علاقہ یا field کی کچھ خصوصیات ہوتی ہیں۔ زیادہ عمومی اور وسیع ہوتا ہے یہ لٹریچر کی ان پانچ انواع (جن کی پہلے کالم میں نشاندہی کی گئی ہے) سے علاقہ رکھتا ہے اور ان سے وابستہ علمی لہروں کا سراغ کلیدی لفظوں کے ذریعے لگایا جاتا ہے۔ اگر ہم آج کسی موضوع پر کام کر رہے ہیں تو subject area کا تعین آج سے 15 سال پہلے اس موضوع سے متعلقہ مواد سے ہوگا۔	یہ اس فیلڈ پر موجود رجحان ساز کام ہوتے ہیں جنہوں نے کسی فیلڈ کے ارتقاء پر بڑا اثر ڈالا ہوتا ہے۔ ان کے لیے thesis and subject area کی کوئی قید نہیں ہوتی۔ بعض اوقات اس فیلڈ سے متعلقہ نظری بحثوں کا آغاز بھی اسی نوعیت کی تصانیف یا تحریروں میں ملتا ہے۔

یہ جدول چند اہم امور کی اہمیت واضح کرتا ہے مثلاً کسی موضوع پر موجود صرف ثانوی ذرائع کو ہی لٹریچر ریویو میں شامل کیا جاتا ہے بنیادی ذرائع کو نہیں۔ یہاں ہم یہ سوال اٹھا سکتے ہیں کہ آخر ایسا کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اس کی بالعموم وضاحت یوں کی جاتی ہے کہ یہ کسی موضوع کی حالیہ تحقیق کے تناظر کو سامنے لاتے ہیں اور اس کی کلیدی لفظوں کی مدد سے thesis and subject area مزید تقسیم مقالہ نگار کو اس موضوع سے وابستہ علمیاتی رووں کا بہتر احاطہ کرنے کا موقع دیتی ہے۔ اس سے تحقیقی میدان میں ہونے والی حالیہ پیش رفت یا ترقی کا احاطہ کرنے کا موقع مل جاتا ہے جس کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی مقالہ

نگار اپنے تحقیقی منصوبے کا امتیازی مقام و حیثیت سامنے لا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض مضامین بالخصوص تاریخ میں مقالہ نگاروں کو یہ مشورہ دیا جاتا کہ کسی واقعہ (happening and event) اور اس پر تحقیق کا آغاز کرنے میں تیس چالیس سال کا عرصہ حائل ہونا چاہیے۔ تاکہ اس موضوع اور اس کی تحقیق کے درمیان ایک وقفہ حائل ہونے سے اس میں ایک perspective involve ہو جائے۔ اس کے متعدد فوائد ہوتے ہیں۔ ایک تو اس موضوع کے حوالے سے جذباتیت کم ہو جاتی ہے دوسرے اس موضوع کے حوالے سے اور بہت سے نقطہ ہائے نظر سامنے آجاتے ہیں یعنی ایک فیلڈ ابھر کر سامنے آجاتی ہے۔ اور اس فیلڈ میں مقالہ نگار کو angling of argument کے ذریعے اپنے کام کی انفرادیت یا distinctive niche سامنے لانے کا موقع مل جاتا ہے۔ ہم نے یہاں اس سارے لٹریچر ریویو کے عمل میں کلیدی لفظوں کا مرکزی کردار اجاگر کیا ہے۔ کلیدی لفظوں کی مماثلت ہم ایک جال سے دے سکتے ہیں جو علمیاتی روؤں اور ان کی ذیلی شاخوں کی مچھلیوں اور ان کی انواع کو لٹریچر کے سمندر کی تہہ سے کھینچ نکالنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ابھی تک میں نے اس موضوع کا زیادہ abstract level پر احاطہ کیا ہے اب میں اسے زیادہ عملی سطح پر سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ جدول–ایسی ہی کوشش کی مثال ہے۔

جدول6: کلیدی لفظوں کے ذریعے ثانوی ذرائع تک رسائی: ایک فرضی مثال

فرضی کتاب کا عنوان	فہرست ابواب	کلیدی الفاظ	
		Subject Area	Thesis Area
سیاست کے اردو ادب پر اثرات: قیام پاکستان سے لے کر بیسویں صدی کے اواخر تک: ایک تنقیدی مطالعہ	تعارف باب اول: ہندوستان میں بیسویں صدی کی سیاست اور اردو ادب کی تحریکیں1900-1930 باب دوم: بائیں بازو کی سیاست کا عروج اور ادب میں ترقی پسندی کی روایت کا فروغ1930-1947 باب سوم: تقسیم ہند، فرقہ ورانہ فسادات اور ان کے اردو ادب پر	i.برصغیر میں اردو ادب کی تحریکیں ii.ترقی پسند تحریک iii.تقسیم ہند کے اردو ادب پر	i.پاکستانی ادب میں ترقی پسندی کی روایت قیام پاکستان کے بعد ii.کیمونزم کے زوال کے پاکستان میں ترقی

	اثرات باب چہارم: قیام پاکستان کے بعد ترقی پسند تحریک اور اس کے رد عمل میں ابھرنے والے ادبی رجحانات 1947-1990 باب پنجم: ترقی پسند تحریک کیمونزم کے زوال کے بعد باب ششم: سیاسی تحریکوں کے ادبی رجحانات پر اثرات باب ہفتم: ادب میں سیاست کی عکاسی	پسند تحریک پر اثرات iii.ادبی تحریکوں کے سیاسی رجحانات iv.ادب میں سیاست کی عکاسی	اثرات

یہ جدول یہ بتاتا ہے کہ کسی کتاب میں data theory connection کے کیا اثرات ہوتے ہیں۔ اور کلیدی لفظوں کی جھلک لٹریچر ریویو کے علاوہ تحریر کے بیانیے پر دیکھی جاسکتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم جدول 6 کے پہلے کالم میں کتاب کے عنوان کا جائزہ لیں تو نظریہ اور مواد میں ربط و تعلق data theory connection کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ اب ہم گفتگو کا رخ اس امر کی طرف مبذول کریں گے کہ کلیدی الفاظ متعلقہ مواد کے تلاش کے ذرائع کی طرف کیسے راہنمائی کرتے ہیں۔ فرض کریں کہ اگر ہمیں اس کتاب کا لٹریچر ریویو کرنا ہو تو اس کے کونسے ذرائع ہوسکتے ہیں ان کی تفصیلات نیچے دیا گیا جدول بیان کرتا ہے۔

جدول7: کلیدی الفاظ سے متعلقہ مواد کی تلاش کے ذرائع

نمبر شمار	مواد کی رسائی کا ذریعہ	ان کی تفصیلات
1۔	انٹرنیٹ پر موجود مواد	گوگل سکالر، گوگل بکس، گوگل اردو،
2۔	ProQuest کی دو اہم سائیٹس (sites)	ProQuest thesis and dissertations،ProQuest
3۔	آپ کے شعبہ تحقیق سے متعلق	اس ذریعے کو استعمال کر کے آپ ان مصنفین جو آپ کے شعبہ

	اہم سکالرز کے curriculum vitae	تحقیق سے متعلق ہیں ان کے تعلیمی کوائف دیکھ کر آپ ان کی تحریروں یا ابواب کتب (book chapters) کی فہرست تیار کر سکتے ہیں۔ جو تدوین شدہ کتابوں یا edited works میں چھپی ہوں۔
4۔	ملک کی پبلک لائبریریوں اور پاکستانی جامعات کی لائبریریوں کے آن لائن کیٹ لاگ تک رسائی (اگر دستیاب ہو تو)	ان سے مختلف نوع قسم کے مواد سے آگاہی حاصل ہو سکتی ہے۔ مثلاً کتابیں، مجلات، اور تدوین شدہ کتابیں اور تحقیقی مقالے وغیرہ۔
5۔	پاکستانی جامعات کی کی لائبریریوں سے ان جامعات میں کرائے جانے والے تحقیقی کام سے آگاہی	آپ کے میدان تحقیق سے متعلق ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالہ جات
6۔	مقالہ جات سے متعلق اہم ڈیٹا بنک	Pakistan Research Repository، شودھ گنگا، Open thesis data banks of the National University of Singapore (NUS) and the Australian National University (ANU)
7۔	آپ کے ریسرچ کے موضوعات سے متعلق پانچ اہم پاکستانی مجلات کی نشاندہی	آپ کے subject area and thesis area سے متعلق گزشتہ 15 سے 20 سال میں چھپنے والے ریسرچ آرٹیکلز کی فہرست
8۔	آپ کے ریسرچ کے موضوعات سے متعلق پانچ اہم بین الا قوامی مجلات کی نشاندہی	آپ کے subject area and thesis area سے متعلق گزشتہ 15 سے 20 سال میں چھپنے والے ریسرچ آرٹیکلز کی فہرست
9۔	جامعات کی ڈیپارٹمنٹل لائبریریوں میں آپ کے لٹریچر ریویو سے متعلق دستیاب مواد کی نشاندہی	جیسے کہ لائبریری یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور، لائبریری شعبہ کشمیریات پنجاب یونیورسٹی

10-	علم دوست اصحاب کے پرسنل کولیکشن اور قائم کردہ اداروں میں آپ کے مقالے سے متعلق مواد کی نشاندہی	مثلاً احمد سلیم کولیکشن اسلام آباد، ضیاء اللہ کھوکر کولیکشن گوجرانوالہ وغیرہ
11-	صاحبان علم کی ذاتی لائبریریاں جو انہوں نے جامعات اور تحقیقی اداروں کو donate کر دیں	جس طرح صرف جی سی یونیورسٹی لاہور میں 43 کے قریب پرسنل کولیکشنز ہیں ان میں وحید قریشی کولیکشن میں 35 ہزار کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے۔
12-	سرکاری اداروں کی لائبریریاں	جیسا کہ میوزیم لائبریری، مجلس ترقی ادب کی لائبریری، پنجابی ادبی بورڈ کی لائبریری

مندرجہ بالا جدول ہمارے اس ذیلی سیکشن کے موضوع سے براہ راست تعلق رکھتا ہے۔ اگرچہ یہ تفصیلات کے حوالے سے بہت زیادہ سیر حاصل نہیں ہے، اس میں مزید بہتری کی بھی گنجائش موجود ہے تاہم اس سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ لٹریچر ریویو کرنے کے لیے مقالہ نگاروں کو بہت زیادہ متنوع ذرائع کی چھان بین یا extensive search کرنی پڑتی ہے۔ تاہم یہ عملی مثال اس امر کی طرف اشارہ ضرور کرتی ہے کہ اس مواد کے حصول کے لیے ممکنہ ذرائع کون کون سے ہو سکتے ہیں۔

اس سارے ذیلی سیکشن میں ہم نے یہ دیکھا کی کلیدی الفاظ کیسے بنائے جا سکتے ہیں اور ان کی بنیاد پر کسی مقالے یا موضوع سے متعلق مواد کو تھیسز اور سبجیکٹ ایریا میں تقسیم کر کے لٹریچر کی فہرستیں کیسے تیار کی جا سکتی ہیں۔ بعد میں ان کی بنیاد پر علمیاتی روؤں اور ان کی ذیلی علمی روؤں کی مزید تخصیص کی جاتی ہے اور اس سارے عمل کے نتیجے میں ان ماخذات کی location کی نشاندہی کی جاتی ہے اور ان سب تک محققین اور مقالہ نگاروں کو پہنچانے میں کلیدی الفاظ بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ موضوع پچھلے سیکشن سے بھی علاقہ رکھتا ہے جس کا موضوع کلیدی الفاظ کی نشاندہی تھا تاہم اس ثابقہ سیکشن میں کلیدی الفاظ کے بارے میں نظری وضاحت زیادہ ملتی ہے، جبکہ اس subsection میں مثالوں کے ذریعے اس سارے عمل کی زیادہ عملی انداز میں وضاحت کی گئی ہے۔ اس میں ہم نے یہ بھی بتایا کی کس طرح کلیدی الفاظ کی مزید تخصیص ان کے thesis and subject area میں بھی کی جا سکتی ہے۔

تاکہ ان کی مدد سے thesis and subject area سے متعلق ذرائع کی نشاندہی کی جاسکے۔ قصہ مختصر یہ پورا عمل ہمیں سکھاتا ہے کہ کیسے کلیدی الفاظ ایک منظم انداز میں source location and source identification میں اہم ترین رول ادا کرتے ہیں۔ اس سارے عمل (process) کے نتیجے میں ہمارے پاس تھیسز اور سبجیکٹ ایریا پر مواد کی کم از کم لسٹ یا فہرستیں تو تیار ہو جاتی ہیں جو مضبوط اور کمزور دونوں طرح کے ماخذات کا مجموعہ ہوتی ہیں۔ اب ان کی مزید جانچ پڑتال یا evaluation کا مرحلہ آتا ہے جن سے ان فہرستوں کو گزار کر ان میں سے نسبتاً کم مستند ذرائع کی چھانٹی کر دی جاتی ہے اور زیادہ مستند ذرائع کو علیحدہ کر کے فہرستیں بنالی جاتی ہیں یہ سب امور ذیلی بھاگ میں زیر بحث آئیں گے۔

3) ماخذات (Sources) کے چناؤ کے معیار کا تعین کرنا اور اس کے طریقہ کار کا مختصر جائزہ۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے کہ یہ مرحلہ ماخذات کی فہرستوں میں زیادہ مستند ذرائع کے انتخاب کا ہے۔ اس کے نتیجے میں جن مستند ذرائع کا انتخاب کیا جاتا ہے اس کی فہرست جدول 8 میں دی گئی ہے۔

جدول 8: تحقیقی مقالے کے لٹریچر ریویو میں شامل کیے جانے والے پانچ بنیادی ذرائع

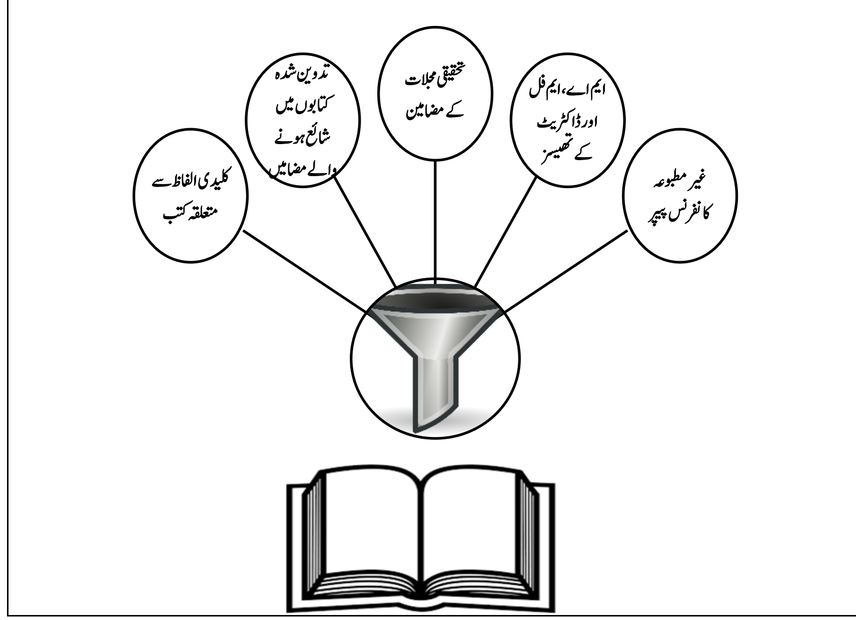
نمبر شمار	ذریعہ یا Source کا نام اور قسم	ان سے ترجیحاً کن چیزوں کا انتخاب کیا جائے
1۔	کتب	ایسی کتب جو غیر ملکی یونیورسٹی کے پریس میں چھپی ہوں مثلاً آکسفورڈ، کیمبرج، ییل، کیلی فورنیا، اور نیشنل یونیورسٹی آف سنگاپور وغیرہ وغیرہ۔
2۔	کتب میں شامل ابواب	آپ کے مقالے سے متعلق اہم سکالرز کے تحریریں جو تدوین شدہ کتابوں میں چھپی ہوں۔
3۔	تحقیقی مجلات میں شائع ہونے والے مضامین	پانچ پاکستانی اور پانچ بین الاقوامی منتخب شدہ مجلات میں گزشتہ 15 سے 20ن سالوں آپ کے میں تھیسز اور سبجیکٹ ایریا کی منتخب شدہ فہرستوں میں نشاندہی کیے گئے

		مواد تک رسائی۔
4۔	مقالہ جات	ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے تھیسز
5۔	غیر مطبوعہ کانفرنس پیپرز	ان کے دو پہلوؤں کو مد نظر رکھا جانا ضروری ہے، معیار اور آپ کے موضوع تحقیق سے اس کی مطابقت اور relevance
6۔	Seminal works	ان میں ان مصنفین کی نشاندہی ضروری ہے جنہوں نے یہ کام کیے جیسے رالف رسل، گوپی چند نارنگ وغیرہ۔

اگر اس جدول پر غور کیا جائے تو چند اہم پہلو کھل کر سامنے آتے ہیں۔ ایک ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ ماخذات کا لٹریچر ریویو کے لیے انتخاب کس بنیاد پر کیا جاتا ہے مثلاً یہ پیشہ ورانہ تربیت یافتہ محققین کی writings ہوتیں ہیں جو peer review کے عمل سے گزری ہوتی ہیں۔ یہ جدول ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ وہ کتابیں جو یا تو بین الاقوامی شہرت کے حامل یونیورسٹیوں کی اشاعت گاہوں یا University Press نے شائع کی ہوں یا ان ناشر مشہور اشاعتی ادارے ہوں، انہیں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔۔ اسی طرح ڈاکٹریٹ کے مقالہ جات جو پیشہ ورانہ تربیت کے مسلسل عمل کی پیداوار ہوتے ہیں وہ بھی کسی معیاری لٹریچر ریویو کا لازمی حصہ بنتے ہیں۔ اسی فہرست میں بین الاقوامی اور قومی مجلات کے مضامین کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ اور اس ضمن کسی موضوع پر موجود seminal works کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے جو اپنے دور میں اپنے تحقیقی میدان میں تبدیلی لانے کا موجب بنے ہوں۔ اب ہم اگر گفتگو کا رخ inclusion criteria سے exclusion criteria کی طرف موڑیں یعنی لٹریچر ریویو میں کمزور ماخذات کے اخراج کا پیمانہ کیا ہوتا ہے تو اس کی بھی ہمیں واضح وجوہ نظر آتی ہیں۔ ان میں نزاعی موضوعات پر لکھی تحریریں (polemical writings) ہوتی ہیں کہ جن کا خاصہ اپنے مخالفین پر الزام تراشی ہوتی ہے۔ اسی طرح اس فہرست میں Pulp Fiction کو بھی شامل کیا جاتا ہے جس کی کوئی تاریخی بنیاد نہیں ہوتی۔ اسی طرح سنسنی پھیلانے والی تحریریں یا مواد بھی ایک اچھے لٹریچر ریویو کا حصہ نہیں بن سکتا۔ اگر ان تحریروں کے نقائص کی ایک اور پرت کو کھولا جائے تو اس میں ہمیں argument

نظر نہیں آتا، sweeping assertions کی بھرمار نظر آتی ہے، data theory connection کا فقدان نظر آتا ہے۔ ان کو معیاری بنانے کے لیے معاصرانہ نظرثانی peer reviewing کا کوئی تصور ہی نہیں ہوتا، یہ اندرونی حلقوں یا insider audience کے لیے لکھی جاتی ہیں اس لیے ان کو acknowledgement and response کے ذریعے قارئین کے وسیع حلقے کے لیے قابل قبول بنانے کی کسی شعوری کوشش کی زحمت گوارا نہیں کی گئی ہوتی۔

تصویری خاکہ: تحقیقی مقالے کے لٹریچر ریویو میں شامل کیے جانے والے پانچ بنیادی ذرائع



4) ماخذات سے مواد کا حصول (Abstract Your Sources)

اب ہم لٹریچر ریویو کے مزید عملی مراحلے میں داخل ہوتے ہیں جس کا تعلق اس مواد کے حصول سے ہے جس پر لٹریچر ریویو کیا جائے۔ جدول۔میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے۔

جدول9:لٹریچر ریویو کے لیے مواد تک رسائی

Thesis and Subject Areaپر مبنی مواد کی فہرستوں میں سے منتخب شدہItems	مواد کی اقسام جسے Retrieve کیا جاتا ہے	مواد کے حصول یاRetrievalکے ذرائع
	1- کتب 2- کتب میں شامل ابواب 3- تحقیقی مجلات میں شائع ہونے والے مضامین 4- مقالہ جات 5- غیر مطبوعہ کانفرنس پیپر 6- Seminal works	1۔ مختلف طرح کی لائبریریاں 2۔ پرسنل کولیکشن 3۔ ایسی پبلیشرز زیاد کانیں جن سے پرانی کتابیں ملتی ہیں 4۔ گوگل سکالر 5۔یونیورسٹیوں کےOpen Thesis Data Banks 6۔ ایچ ای سی کی طرف سے فراہم کردہ سہولتیں، مثلاً پاکستان ریسرچ ریپازٹری میں چڑھائے گئے ڈاکٹریٹ کے مقالہ جات، چھ ہزار سے زیادہ ریسرچ آرٹیکلز جو پاکستانی مجلات میں شائع ہوئے اور اس کی جانب سے پاکستانی جامعات کو اہم بین الاقوامی مجلات تک رسائی مثال کے طور پر کیمرج جرنلز اور Routledgeیعنی ٹیلر اور فرانسز کے زیر اہتمام شائع ہونے والے مجلات تک رسائی 7۔ انٹر لائبریری لون سروس کے تحت پاکستانی اور غیر ملکی لائبریریوں اور جامعات سے آپ کی تحقیق سے متعلقہ مواد کا حصول اگر آپ کی یونیورسٹی اس سہولت کو مہیا کرتی ہے۔ 8۔ گوگل سکالر پر موجود ایسے تحقیقی مضامین جو PDF کی شکل میں دستیاب ہیں اور براہ راست ڈاون لوڈ کیے جاسکتے ہیں 9۔ فیلڈ ورک کے ذریعے اکھٹا کیا گیا مواد 10۔ تدوین شدہ کتابوں سے مواد کا حصول

11۔ کچھ آن لائن سائٹس جو کہ کچھ علم دوست افراد اور تنظیموں نے علم و تحقیق سے وابستہ افراد کو مختلف زبانوں میں شائع ہونے والے مواد تک رسائی دینے کے لیے قائم کیے ہیں مثلاً ریختہ، Academy of Punjab in North America وغیرہ		

اگر دائیں اور درمیانی کالم کو مل کر پڑھا جائے تو یہ پتا چل جاتا ہے کہ ان منتخب فہرستوں میں سے کس طرح کے مواد کے حصول کی کوشش کی جاتی ہے اور آخری کالم میں وہ ذرائع بھی دیئے گئے ہیں جن کے ذریعے اس مواد کو حاصل کیا جاتا ہے۔ اس سے اگلے مرحلے میں اس مواد کو پڑھ کر ایسی manageable form میں لایا جاتا ہے جو اسے معیاری لٹریچر ریویو کے تقاضوں کی تکمیل کے قابل بنا دے۔ اور ایسا نوٹ کارڈز یا صوت گیر ڈھانچوں کے ذریعے کیا جاتا ہے جو ہمارے اگلے subsection کا موضوع بحث ہیں۔

5) صوت گیر ڈھانچے یا قالب کی مدد سے (literature matrix) ماخذات کی تنظیم و تجزیہ

یہ لٹریچر ریویو کا سب سے کٹھن اور دشوار گزار مرحلہ ہوتا ہے۔ پاکستان جیسے ترقی پزیر ملکوں میں یونیورسٹیوں میں اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت اور اداراتی نظم و نسق کے مسائل کے پیش نظر اس طرح شعوری کوششیں نہیں کی جا رہیں جو اس ضمن میں طلبہ کی صحیح طریقے سے راہنمائی کر سکیں۔ صرف چند اساتذہ اپنی ذاتی دلچسپی اور پیشہ ورانہ تربیت کے سہارے کچھ کوشش کرتے رہتے ہیں کہ اپنی زیر نگرانی طالب علموں کی اس ضمن میں کچھ تربیت کی جا سکے۔ اگر چہ literature matrix کئی انداز میں بنایا جا سکتا ہے تاہم سوشل سائنس اور آرٹس کے طالب علموں کے لیے میں نے نوٹ کارڈ کے طریقے کو سب سے بہتر پایا ہے۔

جدول 10: لٹریچر ریویو کے لیے صوت گیر سانچہ literature matrix یا نوٹ کارڈ کا نمونہ

ماخذ کے بارے میں آپ کی آزادانہ	Critique نقد و	Development مصنف نے اس کیسے بیان کیا	Thesis statement	What do you think?	Source ماخذ / Topic عنوان

رائے your opinion	نظر	ہے، اس کے بیان کے اہم اجزاء کیاہیں	ment مقالے کا بنیادی استدلال اور مسئلے کا بیان	اس پر آپ کی طائرانہ رائے یعنی اس کے اہم نکات	
اس item کو پڑھ کر آپ نے کیا مجموعی تاثر قائم کیا اور اس بارے میں آپ کی تفہیم کیا رہی۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ ڈاکٹریٹ کے مقالہ جات میں ہوتا یہ ہے کہ کوئی source آپ نے پانچ سال پہلے پڑھا ہوتا ہے جبکہ لٹریچر ریویو کے حتمی شکل میں لکھے جانے کا مرحلہ پانچ سال بعد آتا ہے اس وقت تک یا تو آپ اس source	اس کے محاسن اور معائب کا تنقید ی جائزہ	▪Argument بنیادی استدلال ▪Evidence ثبوت ▪Methodology تحقیقی طریقہ کار	مصنفکے Thesis Statement کا ment خلاصہ	یہ کس چیز سے متعلق ہے، کس کو دیکھ رہا ہے اور کیسے دیکھ رہا ہے	source کا مکمل حوالہ

کو بھول چکے ہوتے ہیں یا وہ فی الوقت دستیاب نہیں ہوتا اس لیے اس کے بارے میں وہ رائے جو آپ نے اس کو پڑھتے ہوئے قائم کی تھی اس کو ضبط تحریر میں لانا ضروری ہے یا نوٹ کارڈ پر محفوظ کرنا ضروری ہے۔					

اس مرحلے سے گزرنے کے بعد مقالہ نگار اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ نوٹ کارڈ سے اخذ کردہ تفہیم کی بنیاد پر کلیدی لفظوں کا بیانیہ یا narrative لکھ سکے یعنی لٹریچر ریویو کا باب لکھ سکے۔ اس باب کے کیا اجزاء ہوتے ہیں اور اس کے کیا لوازمات ہوتے ہیں اس پر بحث اگلے بھاگ میں کی جارہی ہے۔

6) لٹریچر ریویو پر مضمون کی تیاری

اس مضمون کے قارئین کی تفہیم کے لیے، میں نے اس بھاگ میں محض اس کی طرف اشارہ ہی کیا ہے اس کی عمل کی تفصیل اگلے سیکشن میں discuss کی جائے گی

1.8 لٹریچر ریویو پر مضمون کی تیاری

1. Introduction (تعارف)

اگر لٹریچر ریویو کے ڈھانچے کا جائزہ لیا جائے تو اس کے تین حصے ہوتے ہیں، introduction (تعارف)، main body (مرکزی ڈھانچہ)، اور conclusion (اختتامیہ)۔ آپ کے مقالے کے تعارف کو ایک مکمل مضمون کی طرح لکھنے کی ضرورت پڑتی ہے اسے thesis statement کے بعد

لکھا جاتا ہے۔quantitative studies میں عموماً لٹریچر ریویو ایک الگ باب کے طور پر لکھا جاتا ہے۔ کسی بھی اچھی تحریر کی طرح لٹریچر ریویو کے ابتدائیہ کو بھی انگیجنگ بنانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ ایک طریقہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ اسے ایسے شروع کیا جائے قاری کو اس گفتگو کا تسلسل محسوس ہو جس کا آغاز تھیسز سٹیٹمینٹ میں ہوا تھا۔ اس حوالے سے ایجوکیشن کے ایک معروف سکالرJohn W. Best یہ مشورہ دیتے ہیں کہ "پہلے پیراگراف میں اس امر کا بیان ہونا چاہیے کہ یہ ریویو کس بارے میں ہے"۔ گیانیش قودیسیاماڈرن انڈیاکے ایک معروف مورخ، کی کتاب

Region Nation And Heartland سے لیا گیا یہ مختصر اقتباس لٹریچر ریویو کے تعارفی پیراگراف کے حوالے سے ہماری تفہیم میں اضافہ کرتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "'علاقہ'،'قوم'اور'ہارٹ لینڈ' جیسے کلیدی الفاظ اس کتاب کے لیے مرکزی اہمیت کے حامل ہیں۔ ہمیں حالیہ چند تنقیدی کتب کو دیکھنے کی ضرورت ہے اور انinsights کو جو وہ مہیا کرتی ہیں"[32]۔ اگر اس ابتدائی پیراگراف کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ مصنف نے شروع ہی سے کلیدی لفظوں کا سہارا لے کر قارئین کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کی کوشش کی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے گفتگو کا رخ ان تحقیقی کاوشوں کی طرف موڑا ہے جنہوں نے اس مخصوص تحقیقی میدان کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ چناچہ اس پیراگراف سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف نے کلیدی لفظوں سے آگے بڑھ کر قارئین کی توجہ تحقیقی میدان کی طرف مبذول کرائی ہے۔ یہ دونوں مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہintroduction کو انگیجنگ ہونا چاہیے۔ اور اس میں فالتو بات نہیں ہونی چاہیے۔ مقالہ نگاری کے ماہرین کسی مقالے کیfront end writing کے بارے ہمیں یہ مشورہ دیتے ہیں کہ اس میں نظم پیدا کرنے کے لیے بہت احتیاط برتنی چاہیے۔ ان کی ایک کارآمد ٹپ یہ کہintroduction کو دلچسپ بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ کسی بورڈ یا کاپی پر sticky notesکے ذریعے ابتدائی پیراگراف کے جملوں کے کئی نمونے لکھ لیے جائیں۔ پھر ان چپکنے والے نوٹس کی ترتیب بدل کر یہ دیکھا جائے کہ لٹریچر ریویو کا کونسا تعارف زیادہ متاثر کن لگتا ہے۔ اس کا ایک اور طریقہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہی چپکنے والے نوٹس میں سے scissor and paste work کے ذریعے اچھے جملوں کا نکال کر ایک نیا پیراگراف بنایا جا سکتا ہے اور پھر اس کی نوک پلک سنواری جا سکتی ہے۔

2. Main body(مرکزی ڈھانچہ)

تعارف کے بعد اس کا مرکزی ڈھانچہ لکھنے کا مرحلہ آتا ہے۔ علمیاتی تحریروں یا academic writing کے ماہرین نے اس کی تنظیم کے مختلف اصول اور طریقے وضع کیے ہیں، ان کے مطابق ان میں سے کوئی ایک طریقہ اپنایا جا سکتا ہے۔ وہ یہ اصرار کرتے ہیں کہ اس کا بنیادی وصف تنظیم ہونا چاہیے۔ جدول---میں ان کا ایک اجمالی جائزہ لیا گیا ہے۔

جدول 11: لٹریچر ریویو کے مرکزی ڈھانچے میں نظم پیدا کرنے کے مختلف طریقے

Chronological(ترتیب زمانی کو سامنے رکھتے ہوئے)	By Publication (سنہ اشاعت کے اعتبار سے)	By Trend (علمیت کے بدلتے ہوئے رجحانات کو سامنے رکھتے ہوئے)	By Theme (کسی تحریر کے نفس مضمون کی تفہیم کے ذریعے)	By Keywords (کلیدی الفاظ کے چناؤ یا انتخاب کے ذریعے)	By Method (تحقیقی طریقہ کار میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کو سامنے لا کر)
یہ کوئی ترجیحی طریقہ نہیں ہے	یہ پہلے طریقہ کار سے بہتر سمجھا جاتا ہے تاہم محض تصنیف کی سنہ اشاعت کی نشاندہی کرنے سے ہی کوئی اچھا لٹریچر ریویو نہیں کیا جا سکتا۔	یہ پہلے دو طریقہ ہائے کار کے مقابلے میں زیادہ بہتر تصور کیا جاتا ہے۔	اس میں ریویو لٹریچر کو شروع کرنے سے پہلے themes کی نشاندہی کی ضرورت پڑتی ہے۔	یہ themes ہی کی ایک ترقی یافتہ صورت ہوتے ہیں۔	یہ Quantitative Research میں زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ یہ تحقیقی طریقہ کار میں رونما ہونے والی تبدیلیوں سے علاقہ رکھتا

					ہے۔
اسے بہت سہل الحصول طریقہ سمجھا جاتا ہے۔ اگر اس طریقہ کار کی قامیوں کو نظر انداز کر کے لٹریچر ریویو کیا جائے تو یہ ایک بچکانہ مشق بن کے رہ جاتا ہے۔	اس لیے ماہرین یہ تجویز کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ علمیت کے بدلتے ہوئے رجحانات trends کی آمیزش بھی ضروری ہے۔	تاہم سے زیادہ موثر بنانے کے لیے اس میں ترتیب زمانی کی آمیزش ضروری ہو جاتی ہے۔	اسے لٹریچر ریویو کے موثر ترین طریقوں میں سے ایک طریقہ گردانا جاتا ہے۔	تاہم ان کو اپنی مدیافتسم کا نمائندہ ہونا چاہیے۔	تاہم اس کا وسیع پیمانے پر اطلاق نہیں ہوتا۔
عام طور پر اسے لازمی طریقہ کے طور پر تجویز نہیں کیا جاتا بلکہ اختیاری سمجھا جاتا ہے۔			اس میں کسی مصنف کی دلیل یا استدلال کے زاویے angle of argument تک رسائی یا اس کی تفہیم کی کوشش کی جاتی ہے۔	کلیدی الفاظ کے لیے subject and thesis areas کی نشاندہی یا تعین حدود کی ضرورت پڑتی ہے۔	
یہ اسی صورت میں قابل قبول ہو سکتا ہے کہ اگر ترتیب زمانی کے ساتھ دلیل بھی شامل کر دی جائے۔			Themes کی نشاندہی کر کے کلیدی الفاظ بھی بنائے جا سکتے ہیں۔		

جدول 11 میں لٹریچر ریویو کے مرکزی ڈھانچے میں نظم پیدا کرنے کے چھ طریقے بیان کیے گئے۔ تاہم ان میں سے تین طریقوں کو ترجیح دی جاتی ہے یعنی(i) by theme (ii) by trend اور by key words(iii) ان میں سے آپ کون سا طریقہ اختیار کرتے ہیں اس کا تعلق آپ کے نگران کی ریسرچ ٹریننگ پر ہوتا ہے۔ تاہم سوشل سائنس اور آرٹس کے طالب علموں کے لیے by themes and key words سب سے بہترین تصور کیے جاتے ہیں۔ جبکہ by method سائنٹفک سٹڈیز میں زیادہ مستعمل ہے۔

تاہم میں کلیدی الفاظ کے طریقے کو لٹریچر ریویو کے مرکزی ڈھانچے کے بیانیے میں نظم لانے کا موثر ترین طریقہ سمجھتا ہوں۔ جیسا کہ میں سیکشن 1.5 میں اس امر کی طرف اشارہ کر چکا ہوں کہ اس کے لیے deep logical creative engagement یعنی بہت گہری، منطقی، اور تخلیقی مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ کلیدی لفظ فیلڈ کے بدلتے ہوئے رجحانات کو سمونے کے لیے بہت موثر ثابت ہوتے ہیں۔ اگر ان کی وضاحت صوت گیر ڈھانچے (literature matrix) یا نوٹ کارڈز کی بنیاد پر ہو تو یہ بہت ٹھوس بیانیہ بنانے میں مدد دیتے ہیں۔

اکیڈمک رائٹنگ کی ایک ماہر میں Carol Mohrbacher اس امر پر اصرار کرتی ہیں کہ کسی بھی لٹریچر ریویو کا ایک thesis statement ہونا چاہیے[33]۔ یعنی اسے ایک ایسے جملے کی صورت میں اس انداز سے لکھا جانا چاہیے کہ وہ ایک مختصر جملہ کم سے کم الفاظ میں اس کے مرکزی نقطے کو بیان کر دے۔ مثال کے طور پر اس کے اظہار کا ایک طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "کلچرل اسٹڈیز کے سکالرز کی اکثریت اب اس خیال پر متفق نظر آتی ہے کہ پاپولر میڈیا ایک ایسا موضوع ہے جسے سنجیدہ علمی تحقیق کا مرکز و محور بنایا جانا چاہیے جبکہ دوسرے اس خیال ہی کا تمسخر اڑاتے ہوئے نظر آتے ہیں"۔[34]

اب ہم بیانیے کی تنظیم کے طریقہ ہائے کار سے ہٹ کر اس کے مسائل اور ان سے نبرد آزما ہونے کے لیے درکار مہارتوں پر بحث کریں گے۔ بیانیے میں یہ عمومی مسائل پیش آتے ہیں: (ا) اس کے مرکزی ڈھانچے میں ربط و توافق یا coherence کے مسائل؛ (ب) زبان کے حوالے سے مسائل؛ (ج) بیانیے میں بہت زیادہ حوالہ جات اور ماخذات کی شمولیت سے سامنے آنے والے مسائل؛ (د) براہ

راست حوالہ جات (direct quotation) کا غیر ضروری استعمال؛ اور (ر) علمی سرقا (plagiarism)۔ ان مسائل کے حل کے لیے مقالہ نگاروں کو زبان اور تحریر کے حوالے سے نئی مہارتوں اور سکلز کو سیکھنے اور انہیں بروئے کار لانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ ان میں خلاصہ کرنا یا summarizing، متعدد ذرائع سے معلومات اکھٹی کر کے ایک نیا تناظر یاperspective تشکیل دینا اس عمل کو synthesizing(تالیف کاری ، یا اصول ترکیبی میں ربط پیدا کرنا) کہا جاتا ہے، اور paraphrasingیعنی عبارت کے مفہوم کو دوسرے یا اپنے الفاظ میں بیان کرنا شامل ہے[35]۔ ان کے علاوہ مرکزی ڈھانچے میں ربط لانے کے لیے transitions کے استعمال پر مقالہ نگار کو مہارت بھی درکار ہوتی ہے۔

ماہر تعلیم John W. Best کے مطابق لٹریچر ریویو کے آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس عمل میں استعمال ہونے والے لٹریچر کو مفروضے یاhypothesisکے زیادہ سے زیادہ قریب ہوتے چلے جانا چاہیے[36]۔ لٹریچر ریویو میں شامل کیے جانے والے متن کے اظہار کے دو انداز ہوتے ہیں ایک کو information prominent،اس میں پہلے معلومات فراہم کی جاتی ہیں اور پھر مصنف کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ باالفاظ دیگر اس میں مصنف سے زیادہ معلومات پر زور دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس دوسرا طریقہ author prominent کہلاتا ہے اس میں مصنف کا حوالہ پہلے دیا جاتا ہے پھر معلومات کا اندراج کیا جاتا ہے۔[37]

3. Conclusion (حاصل بحث)

اسے لٹریچر ریویو کے مضمون کا تیسرا حصہ تصور کیا جاتا ہے۔ نیشنل یانیورسٹی آف سنگاپور کے ایک تحقیقی مرکز سینٹر آف ٹیچنگ ڈیولپمینٹ اینڈ لرنگ کی ایک ورک شاپ منعقدہ اپریل 2012 میں لٹریچر ریویو کے اختتامیہ کے بارے میں چند مفید معلومات دی گئیں ان کا ذکر کرنا یہاں بر محل ہو گا۔ وہ ہیں (ا) آپ نے اس چیز کو سامنے لانا ہوتا ہے کہ آپ کی سارے مطالعے سے کیا چیز سامنے آرہی ہے یا اس کا حاصل بحث کیا ہے؛ (ب) پہلے دو حصوں میں کی گئی discussion کا احاطہ کرتے ہوئے اپنے نتائج تحقیق سامنے لائیں؛ (ج) ان سوالات کی نشاندہی کریں جن کے جواب نہیں دیئے جا سکے؛[38] (د) اس لٹریچر ریویو سے کیا نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں۔[39]

John W. Best بھی اس حوالے سے ہماری تفہیم میں اضافہ کرتا ہے کہ لٹریچر ریویو کا اختتامیہ کیسا ہونا چاہیے، "آخری پیراگرافس میں آپ کو موثر طریقے سے ایک مرتبہ پھر اس ریویو کا مقصد اور اس کا حاصل بحث اور نتائج بیان کرنے چاہیں۔۔۔ دوسرے لفظوں میں اپنے قاری کو یہ موقع دیں کہ وہ یہ جان سکیں کہ سامنے کیا آرہا ہے، اسے اس بارے میں بتائیں اور اس چیز کو حتمی انجام تک پہنچنے دیں جو آپ کر چکے تھے (finalize what was reported)"[40]۔

1.9 کچھ اہم امور جو لٹریچر ریویو کرتے ہوئے ملحوظ خاطر رکھے جانے ضروری ہیں

اس مضمون کے ثابقہ دو حصوں میں لٹریچر ریویو کے مراحل بیان کرنے کے بعد اب ہم اس مضمون کے اختتام کی طرف بڑھتے ہیں۔ مضمون کے آخری دو حصوں میں جن دو پہلوؤں کو زیر بحث لایا جائے گا وہ میری رائے کے مطابق اس استدال کو جس کی بنیاد پر میں نے مضمون کا آغاز کیا تھا اپنے befitting conclusion کی طرف پہنچا دیں گے۔ ان میں سے ایک لٹریچر ریویو کے لوازم یا وہ احتیاطیں جن کا لٹریچر ریویو کرتے ہوئے التزام رکھنا ضروری ہے اور دوسرا وہ غلطیاں یا traps (استعاراتی مفہوم میں) جن سے بچنا ضروری ہے۔

اس سیکشن میں میں ان چند پہلوؤں کو زیر بحث لاؤں گا جن کا بغیر معیاری لٹریچر ریویو ممکن نہیں مثلاً اس کا اپنے موضوع سے متعلقہ علمیاتی دھاروں سے مطابقت یا relevance، لٹریچر ریویو میں شامل کیے

گئے ماخذات اور علمی دھاروں کا مقالہ نگار کے argument اور موضوع سے ربط، اور اس ربط کو قائم کرنے کے لیے کلیدی الفاظ کی صورت میں ایسے متعلقہ تصورات کی فراہمی یا اہتمام جو کہ تحریر یا مقالے کے guiding concept سے منسلک ہوں، اس میں مقالہ نگار کی جانب سے ایسی divergent theories یعنی متنوع نظریات اور آراء سے آگاہی اور ان کا علمیاتی لہروں میں سمونا۔[41] اس کے لوازمات کی فہرست یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ اس میں چند دیگر اہم امور کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ یعنی مصنف اپنی آواز کو ان علمی لہروں (streams of scholarship) کا حصہ کیسے بناتا ہے۔ لٹریچر ریویو کے حوالے سے examiners کی کیا توقعات ہوتی ہیں۔ اس عمل کے دوران ماخذات پر عمیق غور و فکر اور تدبر کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے اور اس کے لیے کلیدی الفاظ کے استعمال کا طریقہ کار کیوں سب سے موثر اور بہترین گردانا جاتا ہے۔ لٹریچر ریویو کا ایک موثر ترین طریقہ ماخذات کی subject area and thesis area یعنی موضوعات کی بلحاظ مضمون اور بلحاظ مقالہ میں تقسیم ہے۔ اب ہم مرحلہ وار بڑھتے ہوئے ان نکات پر تبصرہ کریں گے۔

1. لٹریچر ریویو کے حوالے سے ماخذ کی تلاش کے دوران سب سے پہلے جس امر کو ملحوظ خاطر رکھنا پڑتا ہے وہ ماخذات کی تھیسز کے عنوان سے ان کی مطابقت یا relevance ہے۔ اس مطابقت پر مزید غور و فکر (contemplation) اس کے مزید دو پہلو سامنے لاتا ہے۔ ایک تحقیقی سوال یا مسئلہ تحقیق research question اور دوسرا لٹریچر کی درجہ بندی بلحاظ مضمون اور مقالہ کے اعتبار سے۔ میں پہلے اس کی پہلی نوع یعنی تحقیقی سوال کے حوالے لٹریچر ریویو کی مطابقت پر بحث کروں گا۔ اس کے بعد گفتگو کا رخ تحقیقی مواد یا لٹریچر کے time period کے حساب سے مناسبت پر بحث کی جائے گی۔ اگر لٹریچر کے ذرائع جو مقالہ نگار نے فیلڈ ورک کے دوران اکٹھے کیے ہیں اگر وہ تحقیقی سوال کے کسی ایک پہلو کا جواب دے رہے ہوں تو اس علمیاتی رو کو وہ اپنے تحقیقی کام کے لٹریچر ریویو کا حصہ بنا سکتا ہے۔[42] لیکن اسے اس صورت میں اپنی تحقیق کا امتیازی وصف یا distinctive niche بھی اجاگر کرنی ہوگی۔ بصورت دیگر یہ سارا عمل جگالی بن کر رہ جائے گا اور اس موضوع میں کوئی نیا پن نہیں رہے گا۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ وہ اس امر کی نشاندہی

کرے کہ اس موضوع سے متعلق lines of inquiries کی نمائندگی کرنے والے سکالرز نے اس سے ملتے جلتے سوالوں کے جواب دیئے ہیں[43] تو اس صورت میں اس محقق کو angling of argument کے ذریعے اپنے تحقیقی کام کے لیے جگہ بنانی پڑے گی تاکہ وہ اس میدان میں تحقیقی خلا (research gap) کو سامنے لا سکے۔ کسی نفس موضوع یا تھیم کے لٹریچر ریویو کے عرصہ تحقیق سے مطابقت کی اہمیت سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا تاہم یہ بھی ممکن ہے کہ وہ source بمعنی item اتنا حالیہ یا recent نہ ہو پھر بھی تحقیقی خلا موجود ہو تو اس صورت میں لٹریچر ریویو میں seminal works یعنی بنیادی اہمیت کی حامل تحقیقات کی شمولیت سے پرانے لٹریچر کو لٹریچر ریویو کے عمل کا حصہ بنانے کی گنجائش نکل آتی ہے۔[44] لٹریچر ریویو میں حالیہ آئٹمز یا sources کی شمولیت تحقیقی سوالات کو تبدیل کرنے یا ان میں موزوں ردوبدل suitable adjustments کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مزید براں حالیہ لٹریچر کی شمولیت سے آپ کو یہ بھی پتا چل جاتا ہے کہ اس موضوع یا topic سے متعلق کن سوالات کے جواب دیئے جا چکے ہیں اور کن کے نہیں۔[45] جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ لٹریچر کی یا تحقیقی مواد کی مطابقت کا تعین محض تحقیقی سوال ہی نہیں کرتا بلکہ اس ضمن میں time period کی مطابقت بھی اہم رول ادا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لٹریچر ریویو کرتے وقت ابتداء ہی سے اس لٹریچر کا جائزہ time period کی بلحاظ موضوع اور مقالہ دو الگ الگ ادوار میں تقسیم سے کیا جاتا ہے۔ تو اس حوالے سے یہ تفہیم بھی بہت اہم ہو جاتی ہے کہ حالیہ لٹریچر کیا ہے (what is current) اور معاصرانہ کیا ہے (what is contemporary)۔[46]

2. اس کی مطابقت کی بحث سے نکل کر ہم لٹریچر کی دلیل (argument) کی بحث کی طرف آتے ہیں۔ ہمیں لٹریچر کی دلیل سے کسی نہ کسی انداز میں وابستہ رہنے کی ضرورت ہوتی ہے مثال کے طور پر بعض علمیاتی لہریں ہمارے لیے متعلقہ یا relevant نہیں ہوتیں لیکن کم از کم ان سے آگاہی اس اعتبار سے ہمارے لیے ضروری ہوتی ہے کہ ان کی لٹریچر ریویو میں شمولیت ہمیں علمیاتی لہروں میں ابھرنے والے نئے رجحانات سے باخبر رکھتی ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ علمیاتی لہریں

ہماری پوزیشن کا ناقدانہ محاکمہ کر رہی ہوتیں ہیں اور اس حوالے سے ان کی لٹریچر ریویو میں شمولیت ہمارے لیے یوں ضروری ہو جاتی ہے کہ اس کے ذریعے ہم اپنی دلیل کی دفاع پذیری بڑھا سکتے ہیں۔[47]

3. لٹریچر ریویو کا مرکز و محور ایک guiding concept (رہنمائی کرنے والا تصور) ہونا چاہیے۔ یہ تصور جو آپ کا مقصد تحقیق ہوتا ہے جس کو مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے جیسے کہ مسئلہ تحقیق، سوال یا آپ کا argumentative thesis۔[48]

4. ایک اور امر جسے ملحوظ خاطر رکھا جانا چاہیے وہ یہ ہے کہ آپ کو متنوع نظریات (divergent theories) کی صراحت سے وضاحت کو مرکز گفتگو بنانے کی کوشش کرنی چاہیے، یہ دکھانے کے لیے کہ آپ نے اپنے موضوع تحقیق سے متعلق مواد کو ٹھیک طریقے سے استعمال کیا یا پڑھا ہے[49]۔ میں یہاں اس بات کا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ کلیدی الفاظ کا استعمال ہمیں اپنے ماخذات کی اس نوع کی انگیجمنٹ کے بخوبی قابل بنا دیتا ہے۔

5. اپنے کام یا تحقیق کو رواں یا جاری بحث سے پیوست یا منسلک کرنا بھی ایک اچھے لٹریچر ریویو کا خاصہ ہوتا ہے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ پہلے مختلف علمیاتی رووں سے وابستہ سکالرز کی آوازیں شامل کر کے بحث و مباحثہ کا آغاز کیا جاتا ہے اور پھر ایک مرحلے پر مصنف اپنی آواز یا voice اس میں شامل کر دیتا ہے اور اس طرح وہ خود اس مکالمے کا حصہ بن جاتا ہے۔

6. Examiners یہ چاہتے ہیں کہ کسی مقالہ نگار کو اپنے موضوع سے متعلق علمیاتی لہروں کی مکمل تفہیم یا clear understanding ہونی چاہیے، اسے مختلف علمی رووں کے درمیان فرق کے حوالے سے اپنے اندر حساسیت پیدا کرنی چاہیے اور اسے اس بات پر مہارت بھی ہونی چاہیے کہ کن مصنفین کے ساتھ اس نے خود کو وابستہ کرنا ہے اور کن کی کن دلائل کی بنا پر مخالفت کرنی ہے۔[50] وہ ثانوی ماخذات کی descriptive engagement سے بھی بہت نالاں نظر آتے ہیں۔[51]

7. آپ کو اس امر سے بھی باخبر رہنا چاہیے کہ آپ کا ان items بمعنی ماخذات اور آپ کے استدلال کے درمیان کیا رشتہ ہے، یہ ماخذات آپ کے استدلال کی تائید بھی کرسکتے ہیں اور اس کی نفی بھی۔ لیکن دونوں صورتوں میں ان کی لٹریچر ریویو میں شمولیت بہت ضروری ہے کیونکہ یہ دونوں صورتیں آپ کو ان ماخذات سے وابستہ ہونے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔[52] اگر یہ ماخذات آپ کی تحقیق کی تائید کر رہے ہیں تو آپ ان سے وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے خود کو ان علمی روؤں سے منسلک کر لیتے ہیں۔ اسی طرح اگر وہ sources آپ کی دلیل کی مخالفت یا استرداد کرتے ہیں تو ان سے آگاہی دونوں ہی اعتبار سے آپ کے لیے فائدہ مند ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر آپ اپنے استدلال کو تقویت دینے کے لیے ان کو مسترد کرنے کا معقول جواز (justifiable basis) تلاش کر لیتے ہیں۔[53] اس کی ایک دوسری افادیت یہ ہو سکتی ہے کہ آپ اپنی دلیل کو نسبتاً کم جامع (less sweeping) بناتے ہوئے اور اس کا scope محدود کرتے ہوئے اس کا درجہ قبولیت بڑھا لیتے ہیں۔ لہٰذا دونوں صورتوں میں آپ بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے اپنی بات کہنے کی گنجائش نکال لیتے ہیں۔

8. کلیدی الفاظ کی مدد سے تحقیقی میدان کی دو حصوں میں تقسیم یعنی subject area and thesis area اچھے لٹریچر ریویو کے لوازم میں سے ہے۔[54] اگرچہ کلیدی الفاظ کے ذریعے لٹریچر ریویو کرنا اس عمل کے عالمگیر اصولوں میں سے نہیں ہے اور بہت سے supervisors یا نگران اس کا التزام نہیں بھی کرتے تاہم میں اس امر پر اصرار کروں گا کہ اس طریقہ کار کے گوناگوں فوائد اسے اچھے لٹریچر ریویو کا لازمی حصہ بناتے ہیں۔ اس سے مقالہ نگار کو اپنے موضوع تحقیق سے متعلق علمیاتی روؤں پر گہری نظر رکھنے میں مدد ملتی ہے اور وہ اس موضوع پر سامنے آنے والی نئی تحقیقی کاوشوں کو با آسانی اپنے کلیدی الفاظ سے متعلقہ علمیاتی روؤں میں پرو لیتا ہے۔ نئی تحقیقی کاوشوں سے پھوٹنے والے علمی سوتوں سے آگاہی اسے اس قابل بناتی ہے کہ وہ angling of argument کے ذریعے اپنی سمت تبدیل کر لے اور اس طرح اس موضوع پر اپنی distinctive niche برقرار رکھے۔ یہ کسی محقق یا مقالہ نگار کو تحقیقی میدان کی ترقی و ارتقاء

(advancement) سے باخبر رکھتے ہیں اور اس کو اس قابل بناتے ہیں کہ وہ اپنے کام کو اپنے موضوع سے متعلق حالیہ ترین علمی کاوشوں سے منسلک کرے یا ان سے ان کا ربط جوڑیں۔

9. اچھے لٹریچر ریویو کا ایک لازمی عنصر اس میں محقق یا مقالہ نگار کا فکر و تدبر ہوتا ہے۔ با الفاظ دیگر لٹریچر ریویو مقالہ نگار کی جانب سے گہرے تفکر اور تدبر کا متقاضی ہوتا ہے اور اس کا سلسلہ اس کے مختلف مراحل میں جاری و ساری رہتا ہے۔ مثلاً کلیدی الفاظ کے بنانے میں ان کے ذریعے علمیاتی رووں کی نشاندہی اور تعین کرنے میں، نئے سوالات اٹھانے کے لیے، تحقیقی خلا کو اجاگر کرنے کے لیے اور نظریے اور مواد کے درمیان ربط و تعلق (data theory connection) استوار کرنے کے لیے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح ایک دوسری سطح پر ان امور کا فیصلہ کرنا کہ کن چیزوں یا ذرائع کو کلیدی الفاظ میں شامل کرنا ہے یا نہیں دوسرے لفظوں میں ان کی شمولیت اور اخراج (inclusion and exclusion) کے معیار کا تعین بھی گہرے تفکر و تدبر کا متقاضی ہے۔

1.10 چند غلطیاں جن سے احتیاط لازم ہے

اس بھاگ میں ہم ان غلطیوں کی نشاندہی کریں گے جن کا ارتکاب مقالہ نگار بارہا کرتے ہیں اور جو لٹریچر ریویو کی اصل روح کو مسخ کر کے رکھ دیتی ہیں۔ ان میں چند کا تعلق محققین کی تربیت کے فقدان سے ہے، کچھ کا سلسلہ یونیورسٹیوں کے تحقیق کے نظام کے جبلی یا اندرونی نقائص سے جا ملتا ہے۔ اس پر مستزاد ان خرابیوں میں محققین اور مقالہ نگاروں میں writing process کے حوالے سے پائی جانے والی غلط فہمیاں ہیں، جو لکھنے کے عمل کے بارے میں ان کی غلط تصورات (misconceived notions) کی غمازی کرتی ہیں اور اس عمل سے ان کی توجہ ہٹا دیتی ہیں۔ باالفاظ دیگر اس عمل کی غلط تفہیم کی وجہ سے وہ اپنی تحقیق کے ابتدائی مراحل میں لکھائی کے عمل کا آغاز نہیں کر پاتے۔ جس کے نتیجے میں انہیں وہ وقت ہی نہیں مل پاتا جس کے تحت وہ trial and error progress کے مرحلے سے گزر کر جسے مقالہ نگاری کی اصل روح سمجھا جاتا ہے اپنی تحریروں میں پائے جانے والے نقائص کی اصلاح کر سکیں۔ ان تمام عوامل کا مجموعی اثر لامحالہ طور پر تحقیق کے عمل کی حتمی شکل (end product) یعنی مقالہ کے معیار پر پڑتا ہے۔

اس تناظر کی وضاحت کے بعد میں اس بھاگ کے اصل نقطے کی طرف آنا چاہوں گا یعنی وہ چند بڑی غلطیاں جن کا ارتکاب مقالہ نگار لٹریچر ریویو میں کرتے ہیں:

1) محققین لٹریچر ریویو کے حوالے سے جس سب سے بڑی غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں کہ وہ اس مرحلے میں حد سے زیادہ معلومات ٹھونستے چلے جاتا ہے۔ ماہرین اس رجحان کو غلط فہمی اور خبط سے تشبیہ دیتے ہیں جس کا شکار ہونے والا ہر چیز کا اس تفصیلی انداز میں مطالعہ کرتا چلا جاتا ہے کہ وہ اپنے ماخذوں (sources) میں اس قدر الجھ کر رہ جاتا ہے کہ پڑھنے کا عمل کبھی مکمل ہی نہیں ہو پاتا۔ وہ ایسے مقالہ نگاروں کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ ان کو اپنے موضوع تحقیق سے متعلق دستیاب مواد کو پڑھتے ہوئے حد سے زیادہ تفصیلات کے حصول میں سرگرداں ہونے خواہش پر قابو پانا چاہیے۔[55]

یونیورسٹی آف سنگاپور کے CDTL سے وابستہ علمی تحریروں کی ایک ماہر نے اس رجحان پر تبصرہ کرتے ہوئے اس غلط فہمی کا ازالہ ان الفاظ میں کرنے کی کوشش کی ہے، "لٹریچر ریویو کے تصور سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ آپ کی تحقیق سے متعلق تمام شائع شدہ مواد کی تلخیص یا سمری کر دی جائے بلکہ اس کے معنی تو آپ کی تحقیق یا ریسرچ کے حوالے سے 'سب سے متعلقہ اور اہم(the most relevant and significant)' تحقیقی کاوشوں کا جائزہ یا ان کا سروے کرنا ہے"۔[56]

2) مقالہ نگاروں سے سرزد ہونے والی ایک اور بڑی غلطی یہ ہے کہ وہ لٹریچر ریویو سے متعلق مواد پڑھتے ہی چلے جاتے ہیں اور اس پر لکھنے پر توجہ نہیں دیتے۔ یہ رجحان پڑھنے اور لکھنے کے پر processes یا عملوں میں شدید قسم کا عدم تعاون پیدا کر دیتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ پڑھنے میں اس قدر مستغرق ہو جاتے ہیں کہ وہ اس دوران کچھ نہیں لکھتے۔ اس غلطی کو reading not writing(پڑھتے ہی چلے جانا لیکن لکھنا نہیں) کا نام دیا جاتا ہے[57]۔ اور ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ لکھنے کے مقابلے میں پڑھنے کا عمل بہت آسان ہے کیونکہ پڑھنے کا عمل تو بہت آرام دہ اور سہل انداز میں جاری و ساری رہتا ہے، اس دوران ہم کافی چائے بھی پیتے رہتے ہیں اور دوسری اور سرگر

میوں میں بھی مصروف ہو کر انتشار توجہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لیکن دوسری جانب مواد سے متعلقہ انفارمیشن کی منتقلی کا عمل اتنا سیدھا سادھا نہیں ہے[58]۔ اس میں بہت سارے کام ایک ساتھ کرنے پڑتے ہیں جن میں ہر مرحلے پر کسی نہ کسی شکل میں writing کا عمل دخل ہو جاتا ہے لیکن مقالہ نگار اس طرف نہیں آتے۔ مثال کے طور پر علمیاتی متن کے پڑھنے کے لیے rhetorical reading کی ضرورت پیش آتی ہے یعنی زیادہ ماہرانہ اور مشاق طریقے سے پڑھنا۔ جسے reading with pen بھی کہا جاتا ہے یعنی پڑھنے کے دوران قلم ہاتھ میں پکڑ کر لکھتے چلے جانا اور پڑھنے اور لکھنے کے عمل کے دوران تشکیل پذیر process understandingin کو کتاب یا کسی مضمون کے حاشیوں پر ریکارڈ کرنا، اسے marginal notes بنانا کہتے ہیں یعنی کتاب کے حاشیوں پر لکھنا۔ اس کے بعد ان نوٹس کی idea mapping یعنی خیالات کو ترتیب دے کر کوئی کہانی بنانا[59] اور اس کے بعد ان معلومات کی صوت گیر سانچے(literature matrix) پر منتقلی کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ہی لٹریچر ریویو کو لکھنے کا مرحلہ آتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ لٹریچر ریویو کرتے ہوئے آپ کو صرف پڑھنا ہی نہیں ہوتا بلکہ بہت کچھ لکھنا بھی ہوتا ہے۔[60]

3) Writing process کے حوالے سے دو غلط فہمیاں ہیں جن کا مقالہ نگار یا محققین شکار ہو جاتے ہیں اور جن کا ازالہ ضروری ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ جس کو وہ writing process سمجھتے ہیں حقیقت میں وہ writing process نہیں ہوتا۔ طالبعلموں میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ پڑھنے اور لکھنے کو دو الگ الگ افعال خیال کرتے ہوئے یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ پڑھنے کے مرحلے کی تکمیل تک لکھنے کا سلسلہ شروع نہیں کرنا چاہیے۔ CDTL سے وابستہ رائٹنگ کی ماہر اس حوالے سے ہماری آگاہی میں اضافہ کرتے ہوئے طالب علموں کو نصیحت کرتی ہیں "کہ وہ ایسا ہرگز نہ کریں" کیونکہ "پڑھائی کا عمل بحر حال ایسی چیز ہے جس کا سلسلہ گاہے بگاہے آپ کے تحقیقی منصوبوں کی تکمیل تک جاری و ساری رہتا ہے"[61]۔ اس لیے لٹریچر ریویو کے ماخذوں کے تلاش کے عمل اور کلیدی الفاظ کی تشکیل کے مراحل شروع ہوتے ہی اس حوالے سے سوچ بچار کو تحریری قالب میں ڈھالنے کے عمل کا آغاز کر دینا چاہیے[62]۔ اس عمل کے آگے بڑھنے سے لکھائی کی ایک اور افادیت

بھی ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ نہ صرف یہ ہمیں دوسروں کے تحقیقی کام کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے بلکہ اس قابل بھی بناتی ہے کہ آپ ان کاموں کے درمیان تعلق استوار کر سکیں۔

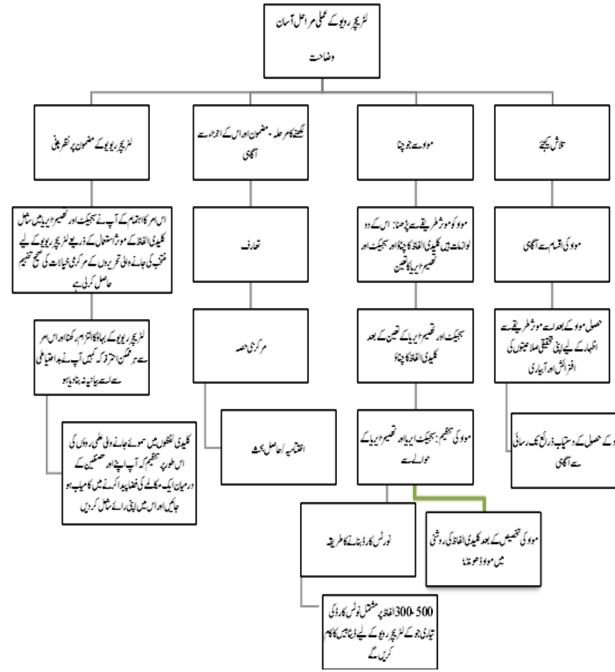
دوسری غلط فہمی بھی لکھائی کی نوعیت سے سروکار رکھتی ہے۔ اس حوالے سے ہم یہ سمجھنا شروع کر دیتے ہیں کہ ہمارا پہلا ڈرافٹ ہی حتمی مسودہ ہے اور اگر ایسا نہیں بھی ہے تو یہ اس کا near final version ہے۔ یعنی ایک ایسا ایڈیشن جو تکمیل کے انتہائی قریب پہنچ گیا ہو۔ اس غلط فہمی کا ازالہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اس امر کا ادراک نہ کر لیا جائے کہ آپ کی لکھائی کا پہلا ڈرافٹ کوئی فائنل پراجیکٹ نہیں ہے۔ بلکہ ایک ایسا عمل ہے جس میں بتدریج بہتری کا سلسلہ جاری رہتا ہے[63]۔ میں یہاں ایک مرتبہ پھر Earl Bernstine کا حوالہ دینا چاہوں گا، اس کے مصنف کا استدلال یہ ہے کہ "تحریر بذات خود سوچنے کا ایک انداز یا طریقہ تصور کیا جاتا ہے لہٰذا خود کو اپنی تحریر کے (ممکنہ حد تک) زیادہ سے زیادہ مسودے یا ڈرافٹ لکھنے کا موقع دیں"[64]۔

4) ایک بہت بڑی بد احتیاطی جس کا مقالہ نگار مرتکب ہوتے ہیں وہ لٹریچر ریویو کے حوالے سے ان کی لاپرواہی اور غیر سنجیدہ روش ہے اور جس کا نتیجہ انتہائی غیر اطمینان بخش اور سطحی لٹریچر ریویو کی شکل میں نکلتا ہے۔ اس کی مماثلت کسی سمندر یا جھیل میں محض اوپری سطح پر تیرنے کے عمل سے دی جا سکتی ہے اور اگر اس کا اطلاق تحقیق پر کیا جائے تو اس سے مراد یہ ہے کہ محقق محض ماخذ کے سطحی مطالعے پر اکتفا کرتا ہے۔ لٹریچر ریویو کے حوالے سے غیر سنجیدگی اور لاپرواہی کا لامحالہ اثر اس کی پیداوار یا thesis پر پڑتا ہے۔ اس ساری عجلت کے نتیجے میں محققین خود کو اپنے مواد پر کام کرنے کا وہ وقت ہی نہیں دے سکتے جو انہیں اپنے مواد پر critical reflection (نقد و نظر) کرنے کا موقع دے سکے۔ لٹریچر ریویو پر تنقیدی نقد و نظر کے بغیر نہ تو کلیدی الفاظ کا صحیح طور پر انتخاب کیا جا سکتا ہے اور اگر کر بھی لیا جائے تو مقالہ نگار کو ان امور پر غور کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا کہ ان میں کس طرح کی علمی روؤں کو سمویا جائے اور مصنفین کے درمیان کس طرح کا مکالمہ کرایا جائے۔ یوں آپ کو معنی کی نئی پرتیں کھولنے کا موقع نہیں ملتا جن کو کسی اچھے لٹریچر ریویو کا لازمی خاصہ سمجھا جاتا ہے۔ اگر ان خرابیوں کا جائزہ لیا جائے تو ان کو دو بڑے set of reasons کے

تحت دیکھا جا سکتا ہے۔ ایک تو اس میں براہ راست طالب علموں کا قصور نظر آتا ہے کہ وہ محنت نہیں کرتے اور آسان راستہ تلاش کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں جس کا نتیجہ ایک لایعنی لٹریچر ریویو کی شکل میں نکلتا ہے جس کا کوئی سر پیر نہیں ہوتا۔

اس کی دوسری وجہ institutional قرار دی جاسکتی ہے ، اگر اس حوالے سے دیکھا جائے تو اس میں یونیورسٹیوں کے گورننس کے کلچر کی خرابیوں اور شعبہ جات کی ترجیحات کا کردار سامنے آتا ہے۔ جیسا کہ سب کے علم میں ہے کہ ہمارے ہاں جامعات میں گزشتہ دو عشروں سے تحقیقی طریقہ کار یا research methodology کا مضمون پڑھایا جارہا ہے لیکن اس حوالے سے یہ سوال اٹھایا جاسکتا ہے کہ آیا کہ ریسرچ میتھاڈولوجی کی تدریس سے وابستہ اساتذہ میں لٹریچر ریویو کرانے کی یکساں مہارت پائی جاتی ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو اس کو کیسے پروان چڑھایا جا سکتا ہے؟ یونیورسٹیاں ایسی ورک شاپ اور کورسس اساتذہ کی ٹریننگ کے سیشن اور خصوصی لیکچر کرا سکتی ہیں جس کا نتیجہ ریسرچ میتھاڈولوجی کے اساتذہ کی skill development کی شکل میں نکلے۔ اور جس کے ذریعے اس شعبے میں اساتذہ کی ایک ایسی جماعت تیار کی جاسکے جو ان مہارتوں کو طالب علموں میں منتقل کر سکے کیونکہ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ مقالے کے مختلف حصوں پر ودیت یا impart کی جانے والی مہارتیں ساری زندگی طالب علموں کے کام آتی ہیں۔

تصویری خاکہ: لٹریچر ریویو کا عمل ایک نظر میں



1.11 اختتامیہ

اس مضمون میں ہم نے لٹریچر ریویو سے وابستہ متنوع مسائل کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ جن میں ممتاز محققین کی definitions کا سہارا لے کر اس کے پوشیدہ اور وسیع مفہوم کی نشاندہی کی ہے۔ اس مضمون میں راقم التحریر نے ان عملی مراحل کی بھی وضاحت کی جن سے کسی مقالہ نگار کو لٹریچر ریویو کرتے ہوئے گزرنا پڑتا ہے۔ ہم نے یہ بھی واضح کیا کہ مغربی یونیورسٹیوں میں اس میدان میں مسلسل پیش رفت نے کس طرح کے معیارات قائم کیے ہیں جن کی پیروی کر کے پاکستان میں لٹریچر ریویو کے میعار کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ اس امر پر بھی سیر حاصل بحث کی کہ معیار ی اور غیر معیاری لٹریچر ریویو میں کیا فرق ہوتا ہے۔ اسی طرح بہت ہی مختصر لفظوں میں یہ بھی بتایا کہ لٹریچر ریویو کرنے کے لیے طالبعلموں کو کس قسم کی مہارتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ مرکزی نقطہ جس کا سہارا لے کر میں نے اس گفتگو کا آغاز کیا وہ اردو تحقیق بالخصوص مقالہ نگاری میں لٹریچر ریویو کی روایت تھی۔ اس کے عمیق تجزیے نے مجھے یہ تکلیف دہ احساس دلایا کہ اردو مقالہ نگاری

میں لٹریچر ریویو کو وہ اہمیت نہیں دی جا رہی جس کا یہ تقاضا کرتا ہے۔ تاہم میرا مقصد ان کوششوں کا تمسخر اڑانا ہر گز نہیں ہے۔ بہر حال پاکستانی جامعات میں لٹریچر ریویو کے حوالے سے غیر اطمینان بخش صورتحال نے ان کے تحقیقی مستقبل کو بے یقینی کی کیفیت سے دوچار کر دیا ہے۔ یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ پاکستان میں تحقیق کے میدان میں صرف اردو کا شعبہ ہی نہیں بلکہ کم و بیش تمام سماجی علوم میں بھی تحقیق کو انہی مسائل کا سامنا ہے۔

اس تناظر کی وضاحت کے بعد سرسری طور پر اس بات کا تجزیہ کرنا بھی بر محل ہو گا کہ آخر یہ صورتحال کیوں پیدا ہوئی؟ میرا استدلال یہ ہے کہ یہ بہت سے عوامل کا مجموعی نتیجہ ہے، مثلاً نظریہ اور عمل میں تفاوت(difference between theory and practice)، ہمارے جامعات کے تعلیمی نظام میں لٹریچر ریویو کی مناسب تربیت کا فقدان، اور سب سے بڑھ کر ایک اور امر جو کہ تعلیمی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے وہ تعلیمی ترقی کا ایک طویل المیعاد ویژن کا فقدان ہے جس نے یونیورسٹیوں میں گورننس کے شدید مسائل پیدا کر دیے ہیں جو ریسرچ کلچر کے فروغ میں رکاوٹ بن رہے ہیں اور ان کے حل کے بغیر مقالہ نگاری بالخصوص لٹریچر ریویو کے معیار میں بہتری نہیں لائی جا سکتی۔ اس صورتحال سے نمٹنے کے لیے ایک کثیر الجہتی حکمت عملی اپنانی پڑے گی۔ اس حوالے سے فوری طور پر جو اقدامات لیے جا سکتے ہیں وہ ہیں کہ تحقیقی کتابوں کے معیار کو بہتر بنایا جائے، اردو میں تحقیق نگاری کے فن پر معیاری کتابیں مرتب کی جائیں جو کہ محققین اور مقالہ نگاروں میں اردو فن تحقیق سے متعلقہ مہارتیں یا سکلز کو پروان چڑھا سکیں، ظاہر ہے کہ یہ کتابیں فوری طور پر تو نہیں لکھوائی جا سکتیں تو اس کمی کو پورا کرنے کے لیے کچھ قابل عمل تجاویز ہو سکتی ہیں۔ جیسا کہ لسانیات میں ریسرچ میتھاڈولوجی کے موضوع پر reader تیار کرانا جو کہ اچھی نصابی کتابوں کی کمی کو پورا کر سکیں۔ اسی طرح اردو میں ریسرچ میتھاڈولوجی کے ماہر اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لیے interdisciplinary teaching یعنی بین الکلیاتی تدریس کو فروغ دینا اور اس میں تین مخصوص شعبوں انگریزی، تاریخ اور سماجیات کے اساتذہ اور ماہرین کو شامل کرنا کیونکہ ان تینوں مضامین کے تحقیقی طریقہ کار اردو محققین اور مقالہ نگاروں کے لیے سب سے مفید

ثابت ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح اردو مجلات بھی تحقیقی طریقہ کار کے فروغ میں مرکزی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ وہ اردو تحقیق کے بنیادی موضوعات جیسا کہ لٹریچر ریویو، تحقیقی طریقہ کار، مسئلہ تحقیق پر خاص نمبر شائع کر سکتے ہیں۔ جس میں اردو کے علاوہ دوسرے سماجی علوم اور لسانیات کے ماہرین کے تحقیقی مضامین شامل ہوں۔ سب سے بڑھ کر پاکستانی جامعات کو پی ایچ ڈی کے کوالیفائنگ امتحان کے طریقہ کار کو یکسر بدلنا پڑے گا اور اس میں غیر ملکی جامعات کی روایات کی پیروی کرتے ہوئے لٹریچر ریویو پر مہارت کو ان امتحانات میں مرکزی مقام دینا پڑے گا۔ ان قلیل المیعاد تجاویز میں چند اہم initiatives کا اضافہ ریسرچ میتھاڈولوجی کے اساتذہ کے طریقہ تدریس میں مزید بہتری لا سکتا ہے۔ مثلاً مغربی جامعات میں ساؤتھ ایشین سٹڈیز سے وابستہ اساتذہ اور ماہرین کی پاکستانی جامعات کے شعبہ ہائے اردو میں visiting fellowships، ریسرچ اور لٹریچر ریویو پر سیمینار اور ورک شاپس کا انعقاد۔ میری رائے کا مطابق یہ تمام اقدامات قلیل المیعاد بنیادوں پر اردو تحقیق بالخصوص لٹریچر ریویو کی ٹریننگ میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

قلیل المیعاد حکمت عملی کے چند اہم پہلوؤں کی نشاندہی کے بعد اب میں گفتگو کا دائرہ وسط مدتی حکمت عملی کی طرف مرکوز کرنا چاہوں گا۔ اس میں چند قابل عمل تجویز جو دی جا سکتی ہیں وہ یہ ہیں کہ نوجوان اردو اساتذہ کی مغربی یونیورسٹیوں میں تحقیقی طریقہ کار کے میدان میں ٹریننگ کے حوالے سے سکالر شپ کا اجراء۔ اس کے علاوہ شعبہ جات مشرقی علوم میں دو زبانیں سیکھنے کی روایت کا فروغ یعنی tradition of bilingualism کا پروان چڑھایا جانا جس کے ذریعے انہیں انگریزی زبان پر بھی عبور حاصل ہو تاکہ وہ اپنی تحریروں اور نگارشات کو لسانیات کے بین الاقوامی مجلات میں چھپوا سکیں اور ان یونیورسٹیوں میں تحقیقی پیش رفت سے باخبر رہ سکیں۔ اسی طرح ہم اس میں تیسرے نقطے کا اضافہ بھی کر سکتے ہیں وہ ہے لائبریریوں کی ترقی کیونکہ کسی بھی تحقیقی اور تدریسی منصوبے کی کامیابی لائبریریوں پر سرمایہ کاری کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ ہم نے وسط مدتی حکمت عملی کے زمرے میں اس لیے رکھا ہے کہ کسی بھی لائبریری کے معیار میں بہتری پانچ سے دس سال کی مسلسل سرمایہ کاری (sustained investment) کے بغیر نہیں لائی جا سکتی۔ اسی

لیے بعض ماہرین تو یہ کہتے ہیں کہ کسی یونیورسٹی کے معیار کی حقیقی عکاس اس کی لائبریری ہوتی ہے۔

اس کی طویل المیعاد حکمت عملی میں ایسے تحقیقی اداروں کا قیام جو جو طلبہ کے تحقیقی مہارتوں کو جلا بخش سکیں مثلاً نیشنل یونیورسٹی آف سنگاپور کا ادارہ، سینٹر فار ٹیچنگ ڈویلپمنٹ اینڈ لرننگ اس امر کی واضح مثال ہے اور اس کا مقصد مقالہ نگاری سے متعلقہ امور پر محققین کی تربیت ہے۔[65] اس کے علاوہ یونیورسٹیوں کے student exchange programs اور faculty exchange program بھی طویل المیعاد حکمت عملی کے زمرے میں آتے ہیں۔ اس نوعیت کی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کا مقصد طالب علموں کے ابلاغ کا بڑھانا ہے جس میں اکیڈمک رائٹنگ، سکلز ڈویلپمنٹ اور لٹریچر ریویو کی ٹریننگ شامل ہے۔ مقالہ نگاروں کے ابلاغ میں اضافہ ان کو اس قابل بناتا ہے کہ اپنے شعبے سے ہٹ کر وہ دوسرے شعبہ جات میں ہونے والی تعلیمی ترقی سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ یہاں میں چند نکات کا اضافہ کرنا چاہوں گا مثلاً پبلک پالیسی کے چند رہنما اصولوں پر عمل در آمد ہی کسی بھی طویل المیعاد حکمت عملی کی کامیابی کی ضمانت بنتا ہے۔ ان میں ایک اصول شواہد پر مبنی پالیسی کی تشکیل ہے جسے evidence based policy making کا نام دیا جاتا ہے اور دوسرا تین درجاتی پراسس یعنی (i) پہلے منصوبہ بندی؛ (ii) پھر اتفاق رائے، اور (iii) پھر اس پر عمل درآمد۔

قصہ مختصر کہ جب تک نظریہ اور عمل میں تفاوت دور نہ کیا جائے، لٹریچر ریویو کی ان روایات پر عمل نہیں کرایا جا سکتا جو مغربی یونیورسٹیوں میں پروان چڑھی ہیں۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ مغربی یونیورسٹیوں کے گریجویٹ سٹڈیز پروگرام کا مرکز و محور لٹریچر ریویو سے وابستہ سکلز کو پروان چڑھانا ہوتا ہے اور ان کے کوالیفائنگ امتحانات، پروپوزل ڈیفنس، اور تھیسز کمیٹیوں کا قیام در حقیقت اپنے مقالے سے متعلقہ علمیاتی روؤں پر مقالہ نگاروں کی تفہیم کو جانچنے کے ذرائع ہوتے ہیں۔ اگر ہم اس پورے نظام کے میکانیت کو سمجھنا چاہیں جو مغربی یونیورسٹیوں نے ڈاکٹریٹ کی ٹریننگ کے لیے وضع کیا ہے تو اس سارے نظام یا عمل کے پیچھے جس امر پر مسلسل

توجہ دی جاتی ہے وہ لٹریچر ریویو کی ٹریننگ ہے۔ بات کو ختم کرنے سے پہلے یہاں یہ بر محل ہو گا کہ پاکستان کے حوالے سے فی الوقت کون سے اقدامات تجویز کر سکتے ہیں جو ہمارے ہاں لٹریچر ریویو کے معیار میں فوری بہتری لا سکتے ہیں۔ (i) تھیسز کمیٹیوں کا قیام؛ ()ممتحنوں کو rubrics کے ذریعے ہدایات کہ وہ اس بات یقینی بنائیں کے مقالہ نگاروں نے اپنے مقالہ جات میں تسلی بخش حد تک لٹریچر ریویو کیا ہے؛ اور پی ایچ ڈی کے پروگرام پر ڈیپارٹمینٹل کنٹرول کا بڑھانا تا کہ ایسے اقدامات تسلسل کے ساتھ کیے جا سکیں جو لٹریچر ریویو کے معیار میں بہتری کا ذریعہ بن سکیں۔ قصہ مختصر پاکستانی جامعات میں لٹریچر ریویو کے معیار میں اس وقت تک بہتری نہیں لائی جاسکتی جب تک اس میدان میں مغربی دنیا کی قائم کردہ روایات پر سختی سے عمل نہ کیا جائے۔ اپنے اس تجزیے مین یہ ناقدانہ آراء شامل کرنے کا مقصد اردو تحقیق میں لٹریچر ریویو کے حوالے سے سوچ و فکر کے نئے پہلو اجاگر کرنا ہے۔

References

[1]Fazlur Rahman, *Islamic Methodology in History* (Islamabad: Central Institute of Islamic Research, 1965); Muhammad Zubayar Siddiqi's book chapter on "The Science and Critique of Hadith", 72-102;Usman, Abdur Hamadi and Mohd Arif Ansariet et al, 'Al-Jarah Wa Al- Tadil(Criticism and Practice): Its Significance in Science of Hadith', *Mediterranean Journal of Social Sciences* 6, no. 2 (March 2015): 284—292; Hasan, Bin Aziz u, Wan Mohammad Khairuldin, and Mohd Noor Hafzi Bin Yousaf, 'Methodology of Tajwid Knowledge Learning: Survey on Riwayah and Dirayah Aspects', *International Journal of Academic Research in Progressive Education and Development* 8, no. 2 (2019): 113—124.

[2]M Aslam Qureshi, *A Study of Historiography* (Lahore: Pakistan Book Centre, 1976); Quentin Skinner, 'Hermeneutics and the Role of History', *New Literary History* 7, no. 1 (1975): 209–32, https://doi.org/10.2307/468286; Louis Reichenthal Gottschalk, *Understanding History: A Primer of Historical Method* (Knopf, 1969); Gilbert Joseph Garraghan, *A Guide to Historical Method* (New York Study: Fordham University Press, 1951);Charles Victor Langlois and Charles Seignobos, *Introduction to the Study of History*, trans. George Godfrey Berry, 2009, https://www.gutenberg.org/ebooks/29637;V. H. Galbraith, *An Introduction to the Study of History* (London: C. A. Watts & Co. Ltd., 1964).

جرمنی	امریکہ	برطانیہ [3]
اٹھارویں صدی کے آخری ربع میں جرمنی میں باقاعدہ طور پر علم تاریخ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کا اجراء۔	1860 کے عشرے میں امریکی یونیورسٹیوں نے بھی یہ روایت اپنالی۔	1920 میں برطانیہ میں آکسفورڈ یونیورسٹی نے اس مضمون میں پی ایچ ڈی کی ڈگری دینا شروع کردی۔

Cahusac de Caux, B. (2019). A Short History of Doctoral Studies. In: Pretorius, L., Macaulay, L., Cahusac de Caux, B. (eds) Wellbeing in Doctoral Education. Springer, Singapore. https://doi.org/10.1007/978-981-13-9302-0_2; 'History of the Doctoral Degree | Doctorate Programs | WorldWideLearn.Com', *WorldWIDE LEARN* (blog), 29 April 2021, https://www.worldwidelearn.com/articles/doctoral-degree-history/; 'Neu Write West -- A Brief History of the PhD', Neu Write West, 23 June 2014, http://www.neuwritewest.org/blog/2014/6/23/a-brief-history-of-the-phd.

[4]Leonard Krieger, *Ranke: The Meaning of History* (Chicago: University of Chicago Press, 1977; Tahir Kamran, *The Idea of History: Through Ages* (Peace Publications, 2017); Michael Bentley, *Modern Historiography: An Introduction* (London and New York: Routledge, 2005).

[5]Charles Victor Langlois and Charles Seignobos, *Introduction to the Study of History*, trans. George Godfrey Berry, 2009; Gilbert J.Garraghan, *A Guide to Historical Method* (New York, 1946)

Langlois and Seignobos کی کتاب 1898 میں فرانسیسی زبان میں شائع ہوئی اور 1909 میں اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا گیا۔

[6]V. H. Galbraith, *An Introduction to the Study of History* (London: C. A. Watts & Co. Ltd., 1964);Louis Reichenthal Gottschalk, *Understanding History: A Primer of Historical Method* (Knopf, 1969);Robert C.Williams, *The Historian's ToolBox: A Student's Guide to the Theory and Craft of History* (Armonk, New York: M.E.Sharpe, 2003); and Michael Galgano, J. Arndt, and Raymond Hyser, *Doing History: Research and Writing in the Digital Age* (Cengage Learning, 2007).

[7]William J. Goode and Paul K.Hatt, *Methods in Social Research*, 1952nd ed. (Tokyo: McGraw-HillKogakusha, 1952).

[8]Editorial Staff, *The Chicago Manual of Style*, 17th ed. (Chicago: University of Chicago Press, 2017); Kate L. Turabian, *A Manual for Writers of Research Papers, Theses, and Dissertations, Ninth Edition: Chicago Style for Students and Researchers*, 9th ed. (Chicago: University of Chicago Press, 2018).

[9]Joseph M. Williams and Gregory G. Colomb, *The Craft of Argument* (London: Pearson Longman, 2007);Lawrence A. Machi and Brenda T. McEvoy, *The Literature Review: Six Steps to Success* (Thousand Oaks, California: Corwin Press, 2021);Timothy W. Crusius and Carolyn E. Channell, *The Aims of Argument: A Rhetoric and Reader* (California: Mayfield Publishing Company, 1998) .

[10]Lawrence A. Machi and Brenda T. McEvoy, *The Literature Review: Six Steps to Success* (Thousand Oaks, California: Corwin Press, 2021); Xiao Yu and Maria Watson, "Guidance on Conducting a Systematic Literature Review," *Journal of Planning Education and Research* 39, no. 1 (March 2019): 93--112, https://doi.org/10.1177/0739456X17723971; Elaine Perignat and Jen Katz-Buonincontro, "STEAM in Practice and Research: An Integrative Literature Review," *Thinking Skills and Creativity* 31 (March 1, 2019): 31–43, https://doi.org/10.1016/j.tsc.2018.10.002; Chris Hart, *Doing a Literature Review: Releasing the Social Science Research Imagination* (Thousand Oaks, California, London, New Delh: SAGE Publications, 1998).

[11]M. Neil Browne and Stuart M. Keeley, *Asking the Right Questions: A Guide to Critical Thinking* (London, UK: Pearson, 2015);Michèle Lamont, *How Professors Think: Inside the Curious World of Academic Judgment* (Cambridge, Massachusetts,and London: Harvard University Press, 2010).

[12]Grant, Cynthia and Azadeh Osanloo, "Understanding, Selecting, and Integrating a Theoretical Framework in Dissertation Research: Creating the Blue Print for Your 'House,'" *Administrative Issues Journal* 4, no. 2 (December 2014): 12--25, https://doi.org/10.5929/2014.4.2.9.

[13] Keith Punch, *Developing Effective Research Proposals* (SAGE, 2000); Lawrence F. Locke, Waneen Wyrick Spirduso, and Stephen J. Silverman, *Proposals That Work* (Newbury Park, London, New Delhi: SAGE, 2014); Lawrence F. Locke, Waneen Wyrick Spirduso, and Stephen J. Silverman, *Proposals That Work* (Los Angles, London ,New Delhi: SAGE, 2014).

[14]Sonja K. Foss, *Destination Dissertation: A Traveler's Guide to a Done Dissertation* (Lanham, Maryland, Boulder, New York: Rowman & Littlefield, 2015); Paul Oliver, *Writing Your Thesis* (SAGE Publications, 2004);E. Alana James and Tracesea H. Slater, *Writing Your Doctoral Dissertation or Thesis Faster: A Proven Map to Success* (Thousand Oaks, Calif, London and New Delhi: SAGE Publications, 2013); Grant, Cynthia and Azadeh Osanloo, "Understanding, Selecting, and Integrating a Theoretical Framework in Dissertation Research: Creating the Blue Print for Your 'House,'" *Administrative Issues Journal* 4, no. 2 (December 2014): 12--25, https://doi.org/10.5929/2014.4.2.9; Chris Hart, *Doing Your Masters Dissertation* (Thousand Oaks, Calif, London and New Delhi: SAGE, 2004).

[15]L.R.Gay , Geoffrey Mills and Peter Airasian, *Educational Research*, Ninth Edition (Columbus, Ohio: Merrill/Pearson, 2009), P.80-8.

[16]William Lawrence Neuman, *Social Research Methods: Qualitative and Quantitative Approaches* (Allyn and Bacon, 2000).

[17]Chris Hart, *Doing a Literature Review: Releasing the Social Science Research Imagination* (Thousand Oaks, California, London, New Delhi: SAGE Publications, 1998).P.83.

[18]Gyanesh Kudaisya, face-to-face conversation, March 2011.

[19]Jonathan Shaw, 'A Schema Approach to the Formal Literature Review in Engineering Theses', *System* 23, no. 3 (1 August 1995): 325–35, https://doi.org/10.1016/0346-251X(95)00020-K.

[20]Taylor, Dena, "The Literature Review: A Few Tips on Conducting it. handout.pdf

Mohrbacher, Carol. " Writing the Literature Review(AKA Review of Relevant Research and Theory. "The Write Place c2015.

[21]John C.Bean, Verginia A.Chappell,and AliceM.Gillam, *Reading Rhetorically*, 3rd ed. (Boston, New York: Pearson Education, 2011).

Ethos	Logos	Pathos	Examining the use of language in the text	Examining the ideology of the text	Visual signals
کیا مصنف کو اپنے تحقیقی میدان پر عالمانہ دسترس حاصل ہے اور قاری اس پر اعتماد کر سکتا ہے۔	اس کا مطلب اس کی دلیل کی قوت (argumentative power) ہے۔ کسی مصنف کی دلیل کی قوت کا جائزہ لینے کے لیے دلیل کے چار حصوں کو دیکھا جاتا ہے یعنی claim, reason,evidence, and assumption.	کیاوہ اپنے علم اور دلیل کی قوت سے زیادہ اپنے قاری کے جزبات پر اثر انداز ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔ عام طور مذہبی یا فرقہ ورانہ تحریروں کے مصنفین یہ حربہ استعمال کرتے ہیں۔	وہ قاری پر اثر انداز ہونے کے لیے الفاظ کے چناؤ، طرز تحریر، آواز کے مزاج، مفہوم کے مجموعی تاثر اور انداز تحریر کو کیسے استعمال کرتا ہے وغیرہ۔	کسی مسئلہ کے حوالے سے وہ ایک خاص پوزیشن لے کر اس نقطہ نظر سے ہمدردی رکھنے والے کن طبقات یا گروہوں کی حمایت حاصل کرنا چاہتا ہے۔	ان سے مراد یہ ہے کہ مصنف اپنی تحریروں میں تصاویر، چارٹ، جدول، اعداد و شمار وغیرہ کا سہارا لے کر کس طرح اپنے قاری پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

[22] بھاگ---میں اس کی تفصیل دی گئی ہے۔

[23] بھاگ---میں انہی پہلوؤں پر قدرے تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

سیکشن---میں ان کے نمونے دیے گئے ہیں جو کہ محققین کو اس طرح کی غلطیوں سے بچاسکتے ہیں۔[24]

[25]Joseph M. Williams and Gregory G. Colomb, *The Craft of Argument* (London: Pearson Longman, 2007).

یہ ہمیں بتاتی ہیں کہ دلیل کا چوتھا حصہ عملی طور پر کن عناصر کا مرکب ہوتا ہے۔ ان سے response کے اجزاء ترکیبی (constituent elements) کا پتہ چلتا ہے مثلاً ان کو دو بڑے درجات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک قارئین کے رد عمل کے اظہار کے مختلف کیفیات یا مظاہرات ہیں جیسا کہ ابطال (rebuttals)، اختلافات (disagreements)، تنقید (criticism)، اعتراضات (objections)، اور جواب دعویٰ (counterclaims)۔ اس کا دوسرا حصہ مصنف کی جانب سے اعترافات اور رد عمل کا ہوتا ہے۔ یہ حصہ مصنف میں اپنی تحریر پر خود تنقیدی کے عادات اور صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے حوالے سے اس کی تربیت میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

WayneC.Booth, Gregory G.Colombo and JosephM.Williams, *The Craft of Research* (Chicago: The University of Chicago Press, 2003).

[26]WayneC.Booth, Gregory G.Colombo and JosephM.Williams, *The Craft of Research* 1st ed.(Chicago: The University of Chicago Press, 1995).

[27] یہ مناسب ہوگا کہ اس سارے عمل کی وضاحت کرنے کے لیے ایک مثال پیش کی جائے کہ کس طرح کسی مصنف کا اپنے قارئین کے متوقع رد عمل کے بارے میں پیش بینی اور سنجیدہ سوچ بچار اسے اپنی دلیل کو تبدیل کرنے پر آمادہ کرتا ہے یا اکساتا ہے تاکہ اسے قارئین کے لیے زیادہ حد تک قابل قبول بنایا جاسکے۔

پہلا مفروضہ: مثال کے طور پر پاکستان میں جمہوریت کے زوال پر کوئی تحقیقی مضمون لکھتے ہوئے ایک مصنف یہ مفروضہ پیش کرتا ہے، "پاکستان میں جمہوریت کے زوال کی ساری ذمہ داری سیاست میں فوج کی بار بار مداخلت پر عائد ہوتی ہے۔ اگر ملک کی سیاست میں فوج کا مداخلتی کردار نہ ہوتا تو آج ہمارے ملک کو جمہوری استحکام نصیب ہو چکا ہوتا۔ ملک میں چار مرتبہ مارشل لاؤں کے نفاذ کے ذریعے براہ راست مداخلت اور اس کے علاوہ ملکی سیاست میں چار عشروں پر محیط بالواسطہ سیاسی دخل اندازی نہ صرف سیاسی عدم استحکام کا باعث بنی بلکہ اس نے ملک کو اقتصادی زبوں حالی کے گڑھے میں دھکیل دیا۔"

لٹریچر ریویو کے دوران اس مفروضے پر متوقع قارئین کے رد عمل کو سامنے رکھتے ہوئے نظر ثانی کا احساس اور اس موضوع پر لٹریچر ریویو کے نتیجے میں حاصل ہونے والی آگاہی اس کو اپنے استدلال میں کس نوع کی تبدیلی لانے پر آمادہ کر سکتی ہے۔

لیکن اگر اسی مضمون نگار نے اس موضوع پر ایک تفصیلی لٹریچر ریویو کرنے کی ٹھانی ہو تو اسے ملک میں جمہوریت کے بحران کے حوالے سے ایک اور نقطہ نظر سے بھی آگاہی حاصل ہو گی۔ جس میں ملک میں جمہوریت کی تباہی کی ذمہ داری سیاست دانوں کی حماقتوں (follies)ان کی سیاسی غلطیوں(acts of omission and commission)اور موقع پرستانہ سیاسی کردار پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہو گی۔ چنانچہ یہ لٹریچر ریویو اس پر یہ واضح کر دے گا کہ اس کے سبھی قارئین کے نزدیک اس کا پہلا مفروضہ قطعی طور پر قابل قبول نہیں ہو گا اور وہ اس پر قطعی طور پر کان نہیں دھریں گے بلکہ لٹریچر ریویو کا عمل اسے ایسی تحریروں سے بھی روشناس کرائے گا جس میں ملک کے سیاسی اور معاشی زوال کی کلی ذمہ داری سیاست دانوں کے موقع پرستانہ سیاسی کردار اور ان میں پائی جانے والی جاہ طلبی کی روش پر تھونپی گئی ہو گی۔ چنانچہ اس ایقان کے ساتھ کہ فوج کے مداخلتی کردار نے ملک میں جمہوریت کے زوال میں ایک اہم رول ادا کیا اس کے سامنے ایسی علمی روئیں بھی موجود ہوں گی جن کے مصنفین سیاست دانوں کے کردار کو شک و شبے کی نظر سے دیکھتے ہوں گے۔ چنانچہ یہ لٹریچر ریویو اسے اپنے پہلے مفروضے پر نظر ثانی پر آمادہ کرے گا تاکہ قارئین میں اس کی قبولیت پذیری کو بڑھایا جا سکے۔ اسی محرک کے زیر اثر وہ ایک مندرجہ ذیل تبدیل شدہ مفروضہ تشکیل دے گا۔

"اگرچہ ملک میں جمہوریت کے زوال میں سیاست دانوں کو قطعی طور پر بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا اور اگر وہ سیاسی اصول پسندی کی راہ اپناتے تو جمہوریت اس بحران کا شکار نہ ہوتی تاہم اگر ملکی سیاسی تاریخ میں فوج کے مداخلتی کردار کو دیکھا جائے تو اس کی جانب سے چار مارشل لاؤں کے نفاذ، ملک کے ساختیاتی ڈھانچے میں غیر سیاسی اداروں کی گہری موجودگی اور پریس، علماء اور سول سوسائٹی کے بڑے حصوں پر اس کے گہرے اثرات کے پیش نظر یہ argue کیا جا سکتا ہے کہ ملک میں جمہوری بحران کی زیادہ ذمہ داری فوج پر ہی عائد ہوتی ہے اور جب تک اس کے سیاسی کردار کو آئینی طریقے سے محدود نہیں کیا جاتا اس وقت تک ملک سیاسی اور اقتصادی طور پر غیر مستحکم ہی رہے گا۔

اس جدول کی پہلی حصے میں پاکستان میں جمہوریت کے زوال کے حوالے سے اس مصنف کا تشکیل کردہ پہلا مفروضہ درج کیا گیا ہے جبکہ تیسری row میں لٹریچر ریویو کے بعد حاصل ہونے والی آگاہی کی روشنی میں اپنے قارئین کے متوقع رد عمل کو بھانپتے ہوئے اس مفروضے کا ایک revised version درج کیا گیا ہے۔ اگر دونوں دلیلوں کا موازنہ کیا جائے تو دوسرا مفروضہ قارئین کے لیے زیادہ قابل قبول ہو گا کیونکہ اس میں مصنف نے خود کو قاری کی سطح پر لاتے ہوئے اور اس کے متوقع رد عمل کو سامنے رکھتے ہوئے argument میں اپنے اصرار کو less sweeping بنا کر سامعین کے بڑے حلقے کے لیے اسے قابل قبول بنانے کی کوشش کی ہے۔ یہ مثال واضح کرتی ہے کہ acknowledgement and concessions کے ذریعے مصنفین اپنی دلیلوں کے sweeping assertions کو کم کر کے اور ان کے دائرہ کار کو محدود کر کے یا استدلال کی شدت میں کمی لا کر اپنی دلیل کی اثر پذیری بڑھا سکتے ہیں۔ اس سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ علمیاتی تحریروں میں پیش کی جانے والی دلیلوں کے حوالے سے اس طرح کی مہارتوں یا (skills) کی افزائش لٹریچر ریویو کی معیاری تربیت کے بغیر نہیں کی جا سکتی۔

[28]Donald Currie, *Developing and Applying Study Skills: Writing Assignments, Dissertations and Management Reports* (London: CIPD Publishing, 2005).

[29]L.R.Gay, Geoffrey Mills and Peter Airasian, *Educational Research*, Ninth Edition (Columbus, Ohio: Merrill/Pearson, 2009), 82.

ایل آر گے لٹریچر ریویو میں بنیادی ماخذ کی رسائی کی بھی بات کرتے ہیں لیکن میں نے ان کے بیانیے میں تھوڑی تبدیلی کی ہے کیونکہ مورخین کے نزدیک لٹریچر ریویو ثانوی ماخذوں پر کیا جاتا ہے پرائمری پر نہیں۔

[30] Gay and Mills, *Educational Research,* 2009. Analyze and organize your sources using a literature matrix.

[31]Gay and Mills,2009.

[32]Gyanesh Kudaisya, *Region, Nation, 'Heartland': Uttar Pradesh in India's Body Politic* (SAGE Publishing India, 2006), p.23.

[33]Carol Mohrbacher, "Writing the Literature Review: (AKA Review of Relevant Research and Theory).", St. Jose State University https://www.https://www.stcloudstate.edu/writeplace/_files/documents/powerpoints/literature-review.ppt.

[34]Carol Mohrbacher, Writing the Literature Review۔

[35]Jean Johnson, The Bedford Guide to the Research Process (Boston and New York: Bedford Books, 1997); M. Neil Browne and Stuart M. Keeley, Asking the Right Questions: A Guide to Critical Thinking (London, UK: Pearson, 2015); Michèle Lamont, How Professors Think: Inside the Curious World of Academic Judgment (Cambridge, Massachusetts, and London: Harvard University Press, 2010).

[36]John W.Best and JamesV.Kahn, *Research in Education*, Tenth Edition (Boston: Pearson, 2006), p.40.

[37]"GUIDELINES FOR WRITING THE LITERATURE REVIEW," accessed September 26, 2023, https://elc.polyu.edu.hk/FYP/Literature-Review/default.htm.

[38] میں اس نقطہ کی تشریح اپنے supervisor کی لٹریچر ریویو کی تعبیر کی روشنی میں کرنا چاہوں گا یعنی how the others have looked at or not looked at and how you are looking at others (دوسروں نے کیا دیکھا ہے یا نہیں دیکھا اور آپ دوسروں کو کیسے دیکھ رہے ہیں)۔ اس کی وضاحت میں سیکشن 1.3 میں کر چکا ہوں۔

[39]Earl Bernstine, "Literature Review" (lecture, Center for Development of Teaching and Learning, National University of Singapore, April 18, 2012).

[40]Best and Khan, *Research in Education*, 2006,40.

[41]Earl Bernstine, "Literature Review" (lecture, Center for Development of Teaching and Learning, National University of Singapore, April 18, 2012).

[42]Donald Currie, *Developing and Applying Study Skills: Writing Assignments, Dissertations and Management Reports* (London: CIPD Publishing, 2005), 78.

[43]Donald Currie, *Developing and Applying Study Skill, 2005.*

[44]Donald Currie, 2005.

[45]Donald Currie, 2005.

[46]Louis J. Halle, "What Is Contemporary History?" *The Virginia Quarterly Review* 43, no. 4 (1967): 566–79.

[47]Donald Currie, 2005.

[48]Taylor, Dena, "The Literature Review: A Few Tips on Conducting it. handout.pdf Mohrbacher, Carol. " Writing the Literature Review(AKA Review of Relevant Research and Theory. "The Write Place c2015.

[49]EarlBernstine, "Literature Review" (lecture, Center for Development of Teaching and Learning, National University of Singapore, April 18, 2012).

[50]Earl Bernstine, "Literature Review", 2012.

[51]Gyanesh Kudaisya, face-to-face conversation, March 2011.

[52]Donald Currie, 2005.

[53]Donald Currie, 2005.

[54]Gyanesh Kudaisya, face-to-face conversation, March 2011.

[55]Earl Bernstine, "Literature Review", 2012.

[56]Earl Bernstine, "Literature Review", 2012.

[57]Earl Bernstine,2012.

[58]Earl Bernstine,2012.

[59]John C. Bean, Virginia A. Chappell, and Alice M. Gillam, *Reading Rhetorically* (Harlow, New York: Longman, 2011).

[60]ہم اس مضمون کے بھاگ ---میں اس سارے عمل کی مرحلہ وار تفصیلات فراہم کر چکے ہیں۔

[61]Earl Bernstine,2012.

[62]Earl Bernstine,2012.

[63]Earl Bernstine, 2012.

[64]Earl Bernstine, 2012۔

[65]'History, Vision & Mission, Strategies', NUS-CDTL, accessed 25 September 2023, https://nus.edu.sg/cdtl/about-us/director-s-message-cdtl's-mission-vision/about-us.